عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۳ تا ۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بمطابق ۷ تا ۱۳ مارچ ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۲۱

منصب نبوت اور درجہ صحابیت

ختمِ نبوّت کا مفہوم

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات

فرضِ منصبی کی ادائیگی

خاموش مجاھد

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

بینک کے تعاون سے ریڈیو پر دینی پروگرام پیش کرنا:

س:...... ریڈیو سے ایک پروگرام روشنی کے عنوان سے نشر ہوتا ہے جو زیادہ تر ...... کی آواز میں ہوتا ہے لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بینک کے تعاون سے پیش کیا گیا۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعے ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا ٹھیک ہے؟ کیونکہ سود حرام ہے؟

ج:...... حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا درست نہیں، بلکہ دوہرا گناہ ہے، یہ پروگرام روشنی نہیں، بلکہ ظلمت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے ایک شخص کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔

قبلہ رخ پیشاب کرنے کا حکم:

س:...... اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ایک طرف قبلہ ہو دوسری طرف بیت المقدس اور تیسری طرف افراد ہوں تو کس طرف رخ کرکے قضائے حاجت کی جائے؟

ج:...... پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ ہے، اور آدمیوں کی طرف (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) منہ کرنا حرام ہے، باقی ہر طرف جائز ہے، مرد اور عورت سب کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے؟

س:...... ایک مولانا صاحب فرمارہے تھے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک لحاظ سے سنت رسول ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض مرتبہ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے، کیا یہ درست ہے؟

ج:...... بالکل غلط ہے، جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بنا پر کیا ہو وہ عام سنت نہیں ہوتی۔

مجبوراً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا:

س:...... پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں ۹۵ فیصد ہوٹلوں، ریلوے اسٹیشنوں، ہسپتالوں، تفریح گاہوں، سرکاری اور نجی دفاتر کے باتھ روم یعنی پیشاب گھروں میں کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کھڑے کھڑے پیشاب کرنا طبی اور مذہبی لحاظ سے درست ہے؟

ج:...... ایک گنوار کا لڑکا انگریزی پڑھتا تھا کسی نے گنوار سے پوچھا کہ لڑکا کتنا پڑھ گیا ہے؟ کہنے لگا کہ کھڑے ہوکر پیشاب تو کرنے لگا ہے، جدید تہذیب نے انسانی معاشرہ کو حیوانیت میں تبدیل کردیا ہے۔ یہ حیوانوں کی طرح کھڑے ہوکر کھاتے پیتے ہیں اور کھڑے ہوکر بول و براز کرتے ہیں، استنجا اور صفائی کی ان کو ضرورت ہی نہیں۔ اس حیوانی معاشرہ میں انسانوں کو مشکلات کا پیش آنا قدرتی بات ہے۔

درخت کے نیچے پیشاب کرنا:

س:...... کسی درخت، پودے وغیرہ کے نیچے پیشاب کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج:...... جو درخت سایہ دار ہو جس کے نیچے لوگ آرام کرتے ہوں اس کے نیچے پیشاب کرنا ممنوع ہے اسی طرح ہر ایسی جگہ پیشاب و پاخانہ کی ممانعت ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔

دوائی میں شراب ملانا:

س:...... کیا دوائی میں شراب ملانا جائز ہے؟

ج:...... دوائی میں شراب ملانا جائز نہیں، البتہ اگر بیماری ایسی ہو کہ اطبا کے نزدیک اس کا علاج شراب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو جس طرح جان بچانے کے لئے مردار کھانے کی اجازت ہے اسی طرح اس کی بھی ہوگی۔

آیۃ الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے:

س:...... میرے گھر میں سونے سے پہلے روزانہ آیۃ الکرسی پڑھ کر زور سے تالی بجائی جاتی ہے، عقیدہ یہ ہے کہ تالی کی آواز جتنی دور جائے گی گھر ہر بلا اور چور سے اتنا ہی محفوظ رہے گا، آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کے بابرکت ہونے میں کچھ شک نہیں ہوسکتا، لیکن تالی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

ج:...... اس طرح تالی بجانا حرام ہے، اور یہ عقیدہ کہ تالی بجانے سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور چور بھاگ جاتے ہیں، جاہلانہ توہم پرستی ہے۔ آیۃ الکرسی پڑھنا صحیح ہے اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔

احادیث یا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنے پر اجر وثواب:

س:...... اگر کوئی شخص اسلامی مسائل، احادیث یا احکامات رضائے الٰہی اور عوام الناس کے فہم کے لئے چھپوا کر مفت تقسیم کرے تو آیا اسے اس کا اجر ملے گا یا نہیں؟ جب کہ مشتہر کرنے والے شخص کا ارادہ یہ ہو کہ یہ عمل میرے لئے ثواب کا ذریعہ بنے، یا ان احکامات میں سے کوئی شخص ان پر عمل کرے اور وہ میرے لئے باعث مغفرت ہوجائے۔

ج:...... اس نیک عمل کے موجب اجر وثواب ہونے میں کیا شک ہے؟ بشرطیکہ مقصود محض رضائے الٰہی ہو، اور مسائل مستند اور صحیح ہوں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر
مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

جلد:۲۱ | ۳ تا ۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بمطابق ۷ تا ۱۳ مارچ ۲۰۰۳ء | شمارہ:۴۱

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
ختم نبوت کا مفہوم (مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ) 6
منصب نبوت اور درجہ صحابیت (مولانا محمد یوسف بنوریؒ) 10
اسلام ایک مکمل نظام حیات (مولانا سید محمد الحسنیؒ) 14
فرض منصبی کی ادائیگی (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی) 17
خاموش مجاہد: مولانا عبیدالرحمٰن بھی رخصت ہوگئے (مفتی محمد جمیل خان) 19
اخبار عالم پر ایک نظر 22

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحافت اور توہین رسالت

اردن کی ایک فوجی عدالت نے توہین رسالت کے جرم میں تین صحافیوں مہند مبیدین' ناصر قماش اور رومان حداد کو بالترتیب چھ ماہ' تین ماہ اور دو ماہ قید نیز جرمانے کی سزا سنائی ہے۔ عدالت نے یہ سزا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کے بارے میں ان گستاخانہ الفاظ کے استعمال پر سنائی جو کہ صحافی مہند مبیدین نے ہفت روزہ اخبار ''الہلال'' میں شائع ہونے والے اپنے ایک متنازعہ مضمون میں استعمال کئے تھے جبکہ اخبار کے چیف ایڈیٹر ناصر قماش اور مینیجنگ ایڈیٹر رومان حداد پر الزام تھا کہ انہوں نے اس متنازعہ مضمون کو اپنے اخبار میں اشاعت کی اجازت دی تھی۔ صحافیوں کی نیویارک میں قائم ایک بین الاقوامی تنظیم کمیٹی برائے تحفظ صحافیان نے اپنے ایک بیان میں اردن کے شاہ عبداللہ ثانی سے صحافی مہند مبیدین کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ صحافی جو کچھ لکھتے ہیں وہ لوگوں کے نزدیک خواہ کتنا ہی گستاخانہ یا جارحانہ یا توہین آمیز کیوں نہ ہو' اس کے ردعمل میں صحافیوں کے خلاف مقدمات بھی قائم نہیں کئے جانے چاہئیں اور انہیں سزائیں بھی نہیں دی جانی چاہئیں۔ اس مضمون کے خلاف اردن کے مذہبی وعوامی حلقوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا' بالخصوص اردن کے علمائے کرام نے اس مضمون کی اشاعت کے بعد مضمون نگار مہند مبیدین نے کو مرتد قرار دیا۔ اس سے کچھ عرصہ قبل نائیجیریا میں عالمی مقابلہ حسن کے موقع پر ایک مقامی اخبار ''دس ڈے'' میں صحافی اسومیا ڈینیل کا بدترین توہین رسالت پر مشتمل مضمون شائع ہوا تھا جس کے بعد پوری دنیا میں شدید احتجاج ہوا تھا اور اس کے نتیجے میں کئی قیمتی جانیں تلف ہوئی تھیں۔ چند سال قبل پاکستان میں بھی اس سے ملتا جلتا واقعہ پیش آچکا ہے کہ صوبہ سرحد میں انگریزی اخبار ''فرنٹیئر پوسٹ'' نے توہین رسالت پر مبنی ایک خط شائع کیا تھا جس کی اشاعت کے بعد اخبار کو بند کر دیا گیا تھا اور عوام الناس کی جانب سے شدید احتجاجی ردعمل کے نتیجے میں امن وامان کی صورتحال بھی متاثر ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ پیشتر امریکہ کے سی بی ایس ٹی وی پر جیری فال ویل نے توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ ''دہشت گرد'' قرار دیا تھا۔ اس کے علاوہ کئی دیگر ملکی وغیر ملکی اخبارات وجرائد' ریڈیو' ٹی وی' انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ میں بھی اس سے ملتے جلتے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

دنیا بھر میں کچھ عرصہ سے توہین رسالت کے رجحان میں جو تیزی پیدا ہوئی ہے اس کی ایک اہم وجہ میڈیا کا گستاخانہ لب ولہجہ اور طرز تحریر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں جو انداز بیان اختیار کیا جا رہا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے۔ کوئی شریف آدمی یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے والدین کے بارے میں گستاخانہ زبان استعمال کی جائے' بالخصوص مسلمان تو اس بارے میں بہت غیرت مند واقع ہوئے ہیں۔ یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی حیثیت اپنے والدین سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مسلمان ان کے خلاف کوئی گستاخانہ لفظ یا توہین آمیز کلمہ تو کجا! اشارہ' کنایہ میں بھی ان کی توہین برداشت کرنے کے روادار نہیں' اس معاملہ میں ان کا عقیدہ یہی ہے کہ گستاخی کرنے والی زبان نہ رہے یا سننے والے کان نہ رہیں۔ اسلامی مملکت میں حکومت وقت کی جہاں دیگر ذمہ داریاں ہوتی ہیں' وہاں ان کی ایک اہم ترین ذمہ داری شاتم رسول کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کرنا اور اس کے فتنے سے امت مسلمہ کو نجات دلانا بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا چند ماہ قید کی سزا دینا توہین رسالت جیسے گھناؤنے جرم کی سزا ہو سکتی ہے؟ نہیں! خود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھناؤنے جرم کی سزا قتل مقرر کی ہے اور آپ کے صحابہؓ نے یہ سزا عملی طور پر گستاخان رسول کو دے کر یہ بات ثابت کر دی ہے کہ قیامت تک اس گھناؤنے جرم کی سزا اس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی' اور یہی سزا توہین رسالت کے گھناؤنے مرض کا واحد علاج ہے۔ اردن کی حکومت کو چاہئے کہ وہ عدالت کے ذریعہ ان صحافیوں پر توہین رسالت کی شرعی سزا نافذ کرے۔

رہا صحافی تنظیم کا یہ کہنا کہ صحافیوں کی تحریروں پر ان کے خلاف مقدمات قائم نہ کئے جائیں اور انہیں سزائیں نہ دی جائیں' خواہ جو کچھ وہ لکھتے ہیں وہ کتنا ہی

گستاخانہ اور توہین آمیز کیوں نہ ہو‘ یہ انتہائی احمقانہ اور نامعقول بات ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کوئی صحافی کسی کو گالی دیدے تو جس کو گالی دی گئی ہو وہ نہ تو پولیس کے پاس رپورٹ درج کرائے اور نہ اس صحافی کے خلاف عدالت میں جائے بلکہ محاورے کی زبان میں اپنا دوسرا گال بھی ان کے سامنے پیش کردے۔ نام نہاد صحافیوں نے ”پیشہ ورانہ“ ذمہ داریوں کی آڑ میں صحافت کو اتنا بدنام کردیا ہے کہ اب صحافیوں کی ”پیشہ ورانہ“ ذمہ داریوں اور بعضوں کی ”پیشہ کرانا“ ذمہ داریوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ دونوں ہی ”دھندے“ کے عادی ہوگئے ہیں۔ صحافی یہ بات یاد رکھیں کہ کسی مسلم ملک میں انہیں تحریر و تقریر کی ایسی مادر پدر آزادی نہیں دی جائے گی جس کے نتیجہ میں آئے دن توہین رسالت کے واقعات رونما ہوکر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کریں اور ملک میں انارکی پھیلانے کا باعث بنیں۔ صحافیوں کو انسان بن کر رہنا پڑے گا اور انسانوں کی زبان اپنے طرز تحریر و تقریر میں استعمال کرنی پڑے گی۔ اسلامی ممالک میں سلمان رشدی بننے کی کوشش کرنے والے صحافیوں کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ مہذب میڈیا‘ سلمان رشدی‘ اسومیا ڈیٹیل اور ان جیسے دیگر صحافی انسانیت کے نام پر ناپاک دھبہ اور صحافت کے ماتھے پر بدنما داغ ہیں۔ دنیائے صحافت کو جلد ان داغ دھبوں سے اپنا دامن صاف کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ صحافیوں کی دنیا بھر میں کام کرنے والی تمام تنظیموں کو صحافیوں کے لئے ایک ضابطہ اخلاق وضع کرنا چاہئے جس میں صراحت سے اس بات کا ذکر ہونا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام خصوصاً ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بارے میں ہر قسم کی زبان درازی‘ گستاخی اور توہین آمیز کلمات سے مکمل پرہیز کیا جائے اور پوری دنیا کے میڈیا بشمول اخبارات و جرائد‘ ریڈیو‘ ٹیلی ویژن‘ انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ کو اس ضابطہ اخلاق کی مکمل پابندی کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے تمام اسلامی ممالک پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ میں ایک قرارداد منظور کرائیں جس کے ذریعہ پوری دنیا میں توہین رسالت کے جرم کے ارتکاب پر پابندی عائد کی جائے اور اسے قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ نیز جن ممالک کا سرکاری میڈیا توہین رسالت کا مرتکب پایا جائے یا شاتم رسول کو خصوصی کوریج دیتا ہو یا گستاخان رسول کی سرپرستی کرتا ہو‘ تمام مسلم ممالک احتجاجاً اس ملک کا سوشل بائیکاٹ کریں اور اس سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کرلیں۔ مسلم صحافی بھی اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب صحافیوں کے خلاف اپنی لسان و تحریر کو وقف کردیں اور انہیں منہ توڑ جواب دیں جس سے شاتم رسول صحافیوں پر حقیقت حال واضح ہوجائے اور وہ اسلام دشمنی اور توہین رسالت کے نتائج سے آگاہ ہوجائیں۔ مسلم ممالک کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ شاتم رسول کی شرعی سزا کو اپنے ممالک میں نافذ کریں تاکہ مسلم ممالک میں توہین رسالت کے ارتکاب کا امکان ہر ممکن حد تک ختم ہوجائے۔

مسجد اقصیٰ کا تحفظ

ایک اسلامی تنظیم مسلم ورلڈ لیگ نے خبردار کیا ہے کہ یہودیوں کی جانب سے مسجد اقصیٰ کو تباہ کرنے کی کوشش دہشت گردی تصور کی جائے گی۔ تنظیم کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے مسجد اقصیٰ پر ممکنہ حملے کو دنیا بھر کے مسلمانوں کے خلاف حملہ قرار دیا ہے۔ مغربی ممالک کے ایماء پر اسرائیل ایک عرصے سے مسجد اقصیٰ کو ڈھاکر وہاں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا خواب دیکھ رہا ہے۔ یہودیوں کی فطرت میں تخریب ہے۔ دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جاری مہم میں اندرون خانہ انہی کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ بیت المقدس دنیا کے تین مذاہب اسلام‘ عیسائیت اور یہودیت کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ تینوں مذاہب اس کی تولیت کے مدعی ہیں۔ مسلمان اس کی تولیت کے صحیح حق دار ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تعلیمات کی جامع تعلیمات محمدیؐ پر عامل ہیں‘ اس لئے بیت المقدس پر جتنا ان کا حق ہے‘ اتنا کسی اور کا نہیں۔ مسجد اقصیٰ کے تحفظ کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کم از کم اتنی شدت سے آواز تو اٹھانی چاہئے جتنی دنیا بھر میں عراق پر امریکی حملے کے خلاف غیر مسلموں نے اٹھائی۔ یاد رکھئے! اگر مسجد اقصیٰ محفوظ نہ رہی تو کل کو دیگر اہم مساجد بلکہ خود حرمین شریفین کا نمبر بھی آسکتا ہے‘ جس پر اسلام دشمن قوتیں نظریں گاڑے بیٹھی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کا تحفظ ہمارا قومی و ملی فریضہ ہے جس سے ہمیں کسی قیمت پر روگردانی نہیں کرنی چاہئے۔

پہلی قسط

ختمِ نبوّت کا مفہوم

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ جو حضرت آدم (علیہ السلام) سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تک پہنچا تھا' رشد و ہدایت کے اسلوب و نہج کے لحاظ سے اس معنی میں یکسانیت رکھتا ہے کہ اس تمام سلسلہ میں نبوت و رسالت جغرافیائی حدود میں محدود رہی ہے اور اس لئے مختلف زبانوں میں ایک ہی وقت میں متعدد انبیا علیہم السلام کی بعثت فرائض رسالت ادا کرتی رہی ہے' حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے پیغام حق نے اگرچہ ایک گونہ وسعت اختیار کی اور بنی اسرائیل کی گم کردہ راہ بھیڑوں کے علاوہ بھی بعض حلقۂ انسانی اس دعوت کی مخاطب بنی' تاہم انہوں نے عالمگیر دعوت و پیغام کا دعویٰ نہیں کیا اور انجیل شاہد ہے کہ خود ذات قدسی نے بہ صراحت کہہ دیا کہ ان کی بعثت کا مخاطب محدود ہے' لیکن یہ سلسلہ آخر کب تک اسی طرح محدود رہ سکتا تھا؟ اور جو حلقۂ دعوت وارشاد آہستہ آہستہ ترقی پذیر اور وسعت گیر ہوتا جا رہا تھا' وہ قانون قدرت کے عام اصول کے خلاف کس طرح ہمیشہ کے لئے محصور رہ سکتا تھا؟

البتہ انتظار تھا تو اس کا کہ وہ وقت قریب آ جائے جبکہ دنیا کی وسیع پہنائیوں اور عالمگیر وسعتوں کے درمیان ایسی ہم آہنگی پیدا ہو جائے کہ نہ ایک کے مفاد و مضار دوسرے حصوں سے اوجھل ہو سکیں اور نہ بیگانہ و بے تعلق رہ سکیں' بلکہ خدا کی یہ وسیع کائنات مادی اسباب کی ہمہ گیری کی بدولت ایک "کنبہ" بن جائے اور انسان کبیر (عالم) کے تمام جوارح (ممالک و امصار) ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح وابستہ ہو جائیں کہ ایک کا نفع و ضرر دوسروں کے نفع و ضرر پر اثر انداز ہونے لگے' بلکہ قانون فطرت اپنا مظاہرہ کرے اور مادی دنیا کی ہمہ گیر ہم آہنگی کے رونما ہونے سے قبل روحانی پیغام سعادت کو عالمگیر وسعت اور ہمہ گیر عظمت عطا فرمائے۔ چنانچہ عالم اسباب میں فطرت کے عام قانون کی طرح رشد و ہدایت کا جو آغاز پہلے انسان کے ذریعہ ہوا تھا' اس کا انجام اس مقدس ہستی تک پہنچ کر کامل و مکمل ہو گیا جس کا نام "محمد" اور "احمد" ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) (اور اعلان ہوا کہ) "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔"

مسئلہ کے اس پہلو کی تعبیر یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ اس عالم رنگ و بو میں دو زندگیاں توام اور ہم رشتہ نظر آتی ہیں' ایک مادی اور دوسری روحانی' اور خدائے برتر کی ربوبیت کاملہ نے عالم کی ان ہر دو حیات کی رہ گزر کے لئے روشنی کا بھی انتظام کیا ہے تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر زندگی کی ٹھوکروں' لغزشوں اور تاریک راہوں سے محفوظ رہا جا سکے' چنانچہ اسی مقصد کے لئے اس نے مادی دنیا کے لئے آگ کا درخت اگایا: "افرئیتم النار التی تورون ء انتم انشأتم شجرتھا ام نحن المنشئون" چقماق میں آگ پیدا کی اور تیل کو ذریعہ بنا کر دیئے کو روشنی بخشی: "یکاد زیتھا یضیء ولو لم تمسسہ نار" مگر اس روشنی کو آغاز بھی بخشا اور انجام بھی اور فطری اور مصنوعی دونوں طریقوں سے اس کی ابتدا کو انتہا تک پہنچا کر کامل و مکمل کر دیا کہ اس کے بعد نہ روشنی کی طلب باقی رہے نہ انتظار۔

غرض جو روشنی صنعت کے ہاتھوں دیئے کی شکل میں نمود پذیر ہوئی اور شمع کافوری' لالٹین' روشن گیس اور بجلی کے قمقموں کی شکل میں ترقی کرتی رہی اور جو روشنی براہ راست فطرت کے ہاتھوں چھوٹے سے ستارہ کی صورت میں چمکی اور بڑے بڑے روشن ستاروں اور بدر و قمر کی شکل میں رو بہ ترقی نظر آتی رہی' وہ آخر کار ایک ایسی روشنی پر جا کر رک گئی' جس کے بعد کسی روشنی کی ضرورت ہی باقی نہ رہی اور طلب و انتظار کی تمام فرصتیں اس روشنی پر جا کر ختم ہو گئیں' دنیا نے جس کو آفتاب کہہ کر پکارا۔

اسی طرح اس کی رحمت عام اور ربوبیت کاملہ نے روحانی روشنی کا آغاز پہلے انسان حضرت آدم (علیہ

ختم نبوۃ

السلام) کے ذریعہ کیا اور مادی دنیا کی وسعتوں کے ساتھ ساتھ اس کو نوح، ہود، صالح، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، موسیٰ، عیسیٰ (علیہم السلام) جیسے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ روحانی ستارے اور قمر و بدر بنا کر وسعت عطا فرمائی اور آہستہ آہستہ ترقی دے کر اس درجہ پر پہنچا دیا کہ مناسب وقت آنے پر وہ روشنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رشد و ہدایت کی شکل میں آفتاب روحانیت بن کر سارے عالم پر چھا گئی۔

یہی وجہ ہے کہ اگر قرآن عزیز نے سورۂ قمر میں مادی آفتاب کے لئے ''سراج'' کی تشبیہ دے کر اس کی عالمگیر درخشانی کا ذکر فرمایا تو سورۂ احزاب میں روحانی آفتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ''سراجاً منیراً'' کہہ کر دونوں آفتاب ہائے درخشاں کی ہم آہنگی کا اعلان فرمایا اور مادی و روحانی ہر دو آفتاب عالمتاب کو سراج (چراغ) سے تشبیہ دے کر ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا کہ گو یا روشنیاں اپنی ہمہ گیر وسعت کے لحاظ سے آفتاب کہلانے کی مستحق ہیں تاہم یہ بات کسی طرح فراموش نہیں ہونی چاہئے کہ یہ انجام اصل کے اعتبار سے اسی آغاز کا کامل و مکمل نمونہ ہے جس کی ابتدائی نمود روحانی اور مادی دیے (سراج) سے ہوئی اور روحانی وسعت و عظمت کے لحاظ سے بعض کو بعض پر اور ایک کو سب پر فضیلت و برتری حاصل ہوئی مگر اصل اور بنیاد کے پیش نظر سب کی نہاد ایک ہی روشنی ''وحی الٰہی'' سے وابستہ و پیوستہ ہے:

الانبیاء اخوۃ من علات
امھاتھم شتی و دینھم واحد

ان ہر دو حقائق کے پیش نظر لانے کے بعد یہ حقیقت بھی لائق توجہ ہے کہ فطرت ہم کو روز و شب یہ تماشا دکھلا رہی ہے کہ اس کارزار حیات میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ زیر و بم، نشیب و فراز، عروج و زوال کے دائرہ میں محدود و محصور ہے یعنی جب کسی امر کے متعلق کہا جائے کہ یہ عروج و کمال کو پہنچ رہا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اب سے قبل اس میں جو کمی تھی وہ پوری ہو رہی ہے اور اسی طرح جب یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں شے ابھی ابتدائی درجہ میں ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس کو ابھی بہ حد کمال پہنچنا ہے۔

غرض آغاز اور انجام، ابتدا اور انتہا ان ہی دو نقطوں سے کارزار ہستی کا دائرہ بنتا ہے اور یہی دونوں زوال و عروج، نقص و کمال اور نشیب و فراز کی پرکار بناتے ہیں پس آدم علیہ السلام نبوت کا آغاز تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا آخری انجام۔

پس جو شخص بھی دلیل یا وجدان کی ہدایت سے یہ تسلیم کرتا ہے کہ کائنات ہست و بود سب کچھ اسی کی مخلوق ہے تو گویا وہ یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ یہ سب نہ ازلی ہیں نہ ابدی بلکہ ان کے لئے آغاز بھی ہے اور انجام بھی اور اس لئے انسانی تخلیق نے کوئی بھی روپ اختیار کیا ہو بہرحال پہلا انسان اپنے ساتھ ہی مادی و روحانی ہدایت لے کر آیا ہے اور یہی وہ آغاز تھا جس کو ادیان سماوی نے نبوت آدم کے نام سے یاد کیا ہے اور جس کا سلسلہ برابر اس دنیا میں قائم رہا تاآنکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا اور ذات قدسی صفات نے بعثت عام کا اعلان فرمایا۔

تو اب اس روحانی رشد و ہدایت یا پیغام الٰہی کے نشو و ارتقاء کے لئے اگر ذات اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم نبوت کو وابستہ نہ سمجھا جائے تب تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہی وقوع پذیر تسلیم کی جا سکتی ہے: ایک یہ کہ سلسلۂ نبوت و رسالت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوا بلکہ اس سے آگے ترقی و تکمیل کی راہ پر گامزن ہے یہاں تک کہ اس حد کمال تک پہنچ جائے جس کے بعد کسی تکمیل کی حاجت باقی نہ رہے، دوسری صورت یہ ہے کہ اس سلسلۂ آغاز نے جو ترقی کی راہ اختیار کی ہے وہ تنزل کی جانب مائل ہو جائے اور یہ پیغام کسی طرح بھی شرمندہ تکمیل نہ ہو سکے، تیسرے شکل یہ ہے کہ جو سلسلہ ایک خاص حیثیت میں رو بہ ترقی ہے وہ جب حد تکمیل کو پہنچ جائے تو پھر کمال صورت زوال اختیار کر لے یا یوں کہہ دیجئے کہ حد کمال آغاز کی جانب لوٹ جائے اور تحصیل حاصل کا نمونہ پیش کر دے۔

لیکن آخری دو شکلیں غیر معقول بلکہ فطری تقاضے کے خلاف ہیں، پہلی صورت تو اس لئے کہ اس سے خدائے تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ اور صفت رحمت و قدرت کا نقص لازم آتا ہے کہ جس مقصد سے اس نے ایک آغاز کیا تھا اسی مرضی و مشیت کے باوجود اس کو درجہ تکمیل نہ دے سکا۔ تعالیٰ اللہ علواً کبیراً۔

اور اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ مان لینا ہو گا کہ کائنات ہست و بود میں نقص، نشیب، زوال اور ابتداء کے علاوہ کمال، فراز، عروج اور انتہا کا وجود ہی نہیں ہے گویا دکان فطرت میں عیب کے سوا ہنر کا کوئی سودا موجود ہی نہیں۔ اسی طرح دوسری شکل اس لئے جب کہ تکمیل ایسی حقیقت کا نام ہے جس کے بعد اس سلسلہ کی نہ ضرورت باقی رہے نہ طلب، تو پھر رشد و ہدایت اور پیغام حق جیسی روشن شے کے پایہ تکمیل تک پہنچ جانے کے بعد اس کو ابتدا سے پھر دہرانا بے معنی بات ہے اور تحصیل حاصل وعقل کا کام ہے نہ حکمت و دانائی کا، چہ جائیکہ ایسے فعل کی نسبت اس ذات کی جانب ہو جس کے لئے کہا گیا ہے: "ان ربک علیم حکیم."

پس اگر مؤخر الذکر دونوں صورتیں غیر معقول

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اور نا قابل توجہ ہیں تو اب پہلی شکل ہی لائق غور رہ جاتی ہے مگر جب اس کی تحلیل کی جائے تو یہ سوال خود بخود سامنے آ جاتا ہے کہ جب تاریخ ادیان وملل نے بلکہ واقعات وحقائق نے یہ ثابت کر دیا اور روشن دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ قرآن عزیز ایک ایسا روحانی قانون' دستور' آئین اور پیغام رشد وہدایت ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام سابقہ ادیان اور موجودہ مدعیان وحی والہام عاجز ودرماندہ رہے ہیں اور ہیں' تو پھر علم وعقل اور حکمت ودانش کا وہ کون سا تقاضا ہے جس کے پیش نظر" الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کا انکار کیا جا سکے؟ اور جو تکمیل کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہو چکی' اس کو جھٹلا کر اور تاریخ ادیان کی صاف اور صادق شہادت کا منکر بن کر اس سلسلہ کی آخری کڑی ''نبی منتظر'' کے لئے چشم براہ ہوا جا سکے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کو قرآن عزیز نے "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کہہ کر روشن کیا ہے اور جس کی شہادت خود ذات قدسی صفات نے یہ کہہ کر دی ہے:

''میری اور دوسرے انبیا علیہم السلام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے مکان بنایا اور اس کو مکمل کر لیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' پس میں قصر نبوت کی وہی اینٹ ہوں جس نے آ کر اس قصر کی تکمیل کر دی۔''

آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس بات کو مان لینے میں کیا حرج ہے کہ قصر نبوت کی تکمیل آپ ہی کی ذات سے ہوئی' لیکن پھر آپ کے کمال نبوت کے مختلف اطوار واحوال میں سے یہ امتیازی شان بھی منصہ شہود پر آئی کہ جو شخص بھی جدید نبی یا رسول بنے' اس کا انتساب آپ ہی کے فیض نبوت کے ساتھ وابستہ ہو یعنی آئندہ بھی نبی اور رسول آتے رہیں مگر وہ مستقل نہ ہوں بلکہ آپ کے ماتحت اور قرآن ہی کے زیر نگیں ہوں لیکن یہ کہنا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ جو بات کہی گئی اس کو خواہ کسی خوبصورت سے خوبصورت عنوان سے کہئے' سب کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے بعد نبی اور رسول کی احتیاج باقی ہے' اور اس کے بغیر دین الٰہی اور پیغام ربانی تشنۂ تکمیل ہے' ورنہ تو تکمیل نبوت کے بعد نبی اور رسول کی جگہ خاتم النبیین کے صرف نائب اور جانشین ہونے چاہئیں تاکہ ان کے ذریعہ پیغام کامل اور ہدایت تام کی یاد دہانی ہوتی رہے اور یہی وہ نیابت ووراثت ہے' جس کا حق خدمت علماء امت "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" اور "العلماء ورثة الانبیاء" کے مصداق بن کر ادا کرتے چلے آئے ہیں اور تا قیام حشر ادا کرتے رہیں گے۔

اس اہم مسئلہ کی وضاحت یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ کتاب کائنات کے وہ صفحات جن پر مذاہب وملل کی تاریخ ثبت ہے' شاہد ہیں کہ اقطاع عالم کے درمیان رسل ورسائل اور دیگر وسائل کے مفقود ہونے کی وجہ سے جبکہ فطرت نے رشد وہدایت کے پیغام کو عرصہ مدید تک جغرافیائی حدود میں محدود رکھا اور اس لئے ایک ہی دور میں متعدد مقامات پر متعدد انبیاء ورسل کا ظہور ہوتا رہا اور پھر جب کائنات پر وہ زمانہ پرتو ڈالنے لگا جس کے قریبی عرصہ میں ساری کائنات کے باہم روابط نے ہم آہنگی اور تعارف کی بنیاد ڈال دی اور فطری تقاضا کی بنا پر روحانی پیغام نے بھی بعثت خاص کی جگہ بعثت عام کی شکل اختیار کر لی اور ایک ایسا پیغام آ گیا جو تمام عالم کے لئے یکساں طور پر بیک وقت رشد وہدایت کا آفتاب بن کر درخشاں ہے تو اس کے بعد یا تو یہ ہونا چاہئے کہ وہی پیغام رہتی دنیا تک کے لئے رشد وہدایت کا پیغام بنے اور جس پیغمبر کی معرفت وہ پیغام آیا ہے' اس کی ذات اقدس کو اس پیغام کا مکمل ومتمم مان کر خاتم الانبیاء و رسل تسلیم کیا جائے' ورنہ غور کیا جائے کہ محدود پیغام و دعوت حق کے بعد جب بعثت عام نے ساری کائنات کی رہنمائی کا فرض انجام دے دیا تو اس کے بعد ضرورت وطلب کا کون سا عنوان باقی رہا' جس کی تکمیل کے لئے اس سلسلہ کو پھر بھی جاری رکھا جائے؟ اور یا بعثت خاص کو دہرایا جائے؟ جس کا حاصل عروج سے انحطاط کی شکل میں ظاہر ہو اور یا بعثت عام کی تحصیل حاصل کی غیر معقولیت' معقولیت کی شکل اختیار کرے؟ اور آیت: "وما ارسلناک الا کافة للناس" کی بشارت کو بے حقیقت بنا دیا جائے؟

ذات اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام کے بعد ایسی حیثیت سے اس سلسلہ کا اجراء' تحصیل حاصل اور غیر معقول اس لئے ہے کہ فطرت کے مادی اور روحانی تقاضے کے خلاف اگر قدرت حق کو یہ منظور تھا کہ پیغام ودعوت اور نظام رشد وہدایت تدریجی طور پر ترقی پذیر نہ ہو اور مادی دنیا کے محدود حالات سے بے نیاز ہو کر انجام پائے تو بلاشبہ آغاز ہی میں وحی الٰہی ''بعثت عام'' کی شکل اختیار کرتی اور پھر رہتی دنیا تک وہی بروئے کار ہوتی اور یا اس کا سلسلہ کسی تکمیل کا محتاج نہ ہو کر رہتی دنیا تک تجدید کی شکل میں جاری رہتا۔

مگر واقعات اور مشاہدات اس کے خلاف ہیں' اور اول محدود پیغامات کا سلسلہ اور ان کے درمیان ترقی پذیر وسعت کا دائرہ اور پھر دعوت عام کی شکل میں اس ترقی کی انتہا' یہ پوری تدریجی کیفیت صاف بتلا رہی ہے کہ فطرت الٰہی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دوسرے امور کی

طرح رشد و ہدایت الٰہی کا یہ پیغام بھی آغاز کی نمود کے ساتھ آہستہ آہستہ ترقی پذیر اور وسعت گیر ہوتا رہے' تا آنکہ وہ وقت آ جائے کہ یہ وسعت عالمگیر دعوت بن کر پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے اور یہ سلسلہ اس حد پر پہنچ کر ختم ہو جائے اور آئندہ نبی و رسول کی جگہ نائبین رسول "علما" تا قیام ساعت اس مکمل قانون دعوت کی روشنی میں تبلیغ حق کا فرض انجام دیتے رہیں تا کہ ایک جانب "وحدت امت" کا وہ نظام' جو بعثت عام اور دعوت عام سے وابستہ ہو چکا ہے' پارہ پارہ نہ ہو سکے اور دوسری جانب حیات عالم کے ساتھ ساتھ اس پیغام حق کا فرض بھی مسلسل ادا ہوتا رہے اور اس طرح خدائے برتر کا یہ اعلان: "تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراً" جدید نبی منتظر اور رسول مطلوب کے نظریہ کی شکل میں بے روح ہو کر نہ رہ جائے۔

سطور بالا میں انبیاؑ علیہم السلام کے پیغام حق کی وحدت کا تذکرہ آ چکا ہے' مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ اس کا بہت گہرا تعلق ہے اور اس سلسلہ کی دلیل روشن کے لئے تمہید و توطیہ بننے کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ہم اس خاکدان ہستی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت ہر جگہ نمایاں نظر آتی ہے کہ ہر کثرت کے لئے کوئی نقطۂ وحدت ضرور ہے' چنانچہ افراد کے لئے نوع' انواع کے لئے جنس' اجناس کے لئے جوہر' جواہر کے لئے وجود اور وجودات کے لئے وجود بحت (خالص) محور و مرکز ہے۔ اسی طرح اجسام کے لئے سطح' سطحات کے لئے خط اور خطوط کے لئے نقطہ مرکز و مدار ہے' نیز اعداد خواہ اپنی کثرت میں کسی حد تک کیوں نہ پہنچ جائیں' ان کا محور و مرکز ہر حالت میں "اکائی" ہے۔

غرض جب بھی کسی کثرت کا تصور کیجئے' اس کے ساتھ وحدت کا تصور لازم و ضروری ہے اور اگر وحدت کو پیش نظر لایئے تو وہ کسی نہ کسی کثرت کے لئے محور و مرکز ہونے کا ضرور پتہ دیتی ہے' پس وحدت و کثرت کا یہی رابطہ ہے جس نے حدود عدم سے گزر کر ہست کے ساتھ تعلق پیدا کیا' اور اس کو عالم ہست و بود کا نام دیا۔

تو اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر جب ہم سلسلۂ نبوت و رسالت پر نظر ڈالتے ہیں اور سبع سماوات کی طرح سطح عالم پر مختلف ادوار میں ہزاروں سیارگان رشد و ہدایت کو ضوفشاں پاتے ہیں' تب مسطورہ بالا حقیقت کی بنیاد پر فطرت تقاضا کرتی ہے کہ اس کثرت کا بھی کوئی نقطۂ وحدت ضرور ہونا چاہئے جو کثرت کے لئے محور و مرکز بن سکے اور جس طرح اکائی کے بعد کثرت کے لئے کوئی اور مبداء و منتہا نہیں ہے اسی طرح انبیاؑ و رسل کے سلسلۂ کثرت کے لئے بھی ایک ہی مبداء و منتہا ہونا ازبس ضروری ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جو "ختم نبوت" کے نام سے موسوم ہے اور اسی کو قرآن حکیم نے اس جوہر حکمت کے ساتھ ادا کیا ہے:

> "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مردوں میں سے کسی کے صلبی باپ نہیں ہیں' تاہم وہ خدا کے پیغمبر اور آخر الانبیاؑ ہیں۔"

نبوت "نبأ" سے ماخوذ ہے' جس کے معنی "خبر دینا" ہے' اور رسالت کے معنی "پیغام" ہیں' اور اسلام کی اصطلاح میں نبوت و رسالت خدا کی جانب سے ایک منصب ہے جو مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے کسی مخصوص انسان کو عطا ہوتا ہے' اور اس کے لائے ہوئے پیغام کو وحی کہتے ہیں کیونکہ یہ پیغام درحقیقت پیغامبر کا اپنا کلام نہیں ہوتا' بلکہ خدائے برتر کا فرمان ہوتا ہے جس میں خطا و قصور یا سہو و نسیان کی مطلق گنجائش نہیں ہوتی:

> "اس (وحی الٰہی) کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے باطل کا گزر بھی نہیں ہوتا' یہ تو اتارنا ہے حکمت والے ہر طرح قابل ستائش والے کی جانب سے (یعنی خدا کی جانب سے)۔" (سورۂ حم سجدہ)

گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب خدائے برحق کسی شخصیت کو نبوت و رسالت یعنی پیغام حق سے سرفراز کر دیتا ہے تو تمام انسانوں کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک خدا کے فرمان "وحی الٰہی" کے سامنے بے چون و چرا سر تسلیم خم کر دیں' وہ شخصیت کی صداقت اور خدا کی جانب سے اس کے دعوئی وحی کی حقانیت کا تو ہر حیثیت سے حق رکھتے ہیں لیکن اگر اس کے دونوں دعووں کی تصدیق و تائید عقل کی راہ سے دلائل و براہین کے ساتھ ہو جائے اور کسوٹی پر اس کی صداقت بے لوث اور صاف روشن ہو جائے' تب اس کے دیئے ہوئے پیغام خدا کو ماننے نہ ماننے' میں وہ آزاد نہیں رہ سکتے اور بلاشبہ اس کے پیغام کو پیغام حق سمجھ کر قبول کر لینا اور اس کے سامنے سر نیاز جھکا دینا فرض اولین ہے' ہاں! چونکہ وہ پیغام کسی بڑے سے بڑے عاقل و فرزانہ انسان کا پیغام نہیں بلکہ "پیغام الٰہی" ہے' اس لئے وہ خود یہ ضروری سمجھتا ہے کہ جو کچھ کہے' عقل کی کنج و کاوش سے خواہ کتنا ہی بالاتر ہو لیکن عقل کی نگاہ میں اور دلائل و براہین کے ترازو میں ناممکن اور محال نہ ہو کیونکہ فطرت اور عقل کے درمیان بیر نہیں ہے بلکہ عقل' فطرت کے قوانین کے سمجھنے اور سمجھ کر قبول کرنے کے لئے بہترین ذریعہ اور آلہ ہے اور وحی الٰہی درحقیقت فطرت کے روحانی قوانین کی ترجمان ہے۔ (جاری ہے)

پہلی قسط

منصب نبوت اور درجہ صحابیت

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

یہ حقیقت مسلم اور ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ نبوت و رسالت وہ اعلیٰ ترین منصب ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے مخصوص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ تمام کائنات میں انسان اشرف المخلوقات ہے اور نبوت' انسانیت کی آخری معراج کمال' انسانیت کے بقیہ تمام مراتب و کمالات اس سے پست اور فروتر ہیں' انسانی فکر کی کوئی بلندی نبوت کی حدوں کو نہیں چھو سکتی' نہ انسانیت کا کوئی شرف و کمال اس کی گرد راہ کو پہنچ سکتا ہے' اس سے اوپر بس ایک ہی مرتبہ ہے' وہ ہے حق تعالیٰ شانہ کی ربوبیت و الوہیت کا مرتبہ! منصب نبوت عقول انسانی سے بالاتر ہے' اس کی پوری حقیقت صرف وہی جانتا ہے' جس نے یہ منصب عطا فرمایا یا پھر ان مقدس ہستیوں کو معلوم ہو سکتی ہے جن کو اس منصب رفیع سے سرفراز کیا گیا۔ ان کے علاوہ تمام لوگوں کا علم وفہم سر نبوت کی دریافت سے عاجز اور عقل اس کی ٹھیک ٹھیک حقیقت وکنہ کے ادراک سے قاصر ہے۔ جس طرح ایک جاہل علم کی حقیقت سے بے خبر ہے' اسی طرح غیر نبی' نبوت کی حقیقت سے ناآشنا ہے' اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ رسالت ونبوت کا منصب رفیع تو درکنار' معمولی ہنر وفن کا بھی یہی حال ہے' کسی فن کی صحیح حقیقت تک رسائی اسی صاحب کمال کے لئے ممکن ہے جسے وہ فن حاصل ہو اور اسی حد تک ممکن ہے' جس حد تک اسے فنی رسوخ و کمال حاصل ہو۔

ہمارے حضرت استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی (نور اللہ مرقدہ) فرمایا کرتے تھے:

''نبوت تو کیا؟ اجتہاد کی حقیقت کے ادراک سے بھی ہم قاصر ہیں۔''

یعنی ''اجتہاد'' کے بارے میں جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ محض اس کی ظاہری سطح ہے' اور جتنی معلومات ہمیں حاصل ہیں وہ صرف سطحی معلومات ہیں (اسے منطقی اصطلاح میں علم بالوجہ کہتے ہیں) ورنہ اجتہاد کی حقیقت کا صحیح ادراک صرف مجتہد کو ہو سکتا ہے جسے یہ ملکہ حاصل ہو۔ اسی طرح نبوت کا علم بھی عام انسانوں کو محض آثار و لوازم کے اعتبار سے ہے۔ نبی علیہ السلام کے بارے میں ہم صرف اتنا جانتے ہیں:

''نبوت کے لئے حق تعالیٰ جل ذکرہ ایک ایسی برگزیدہ اور معصوم شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو اپنے ظاہر و باطن' قلب وقالب' روح وجسد ہر اعتبار سے عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ وہ ایسا پاک طینت اور سعید الفطرت پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کی تمام خواہشات رضاء ومشیت الٰہی کے تابع ہوتی ہیں۔ ردائے عصمت اس کے زیب تن ہوتی ہے' حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہر دم اس کی نگرانی کرتی ہے۔ اس کی ہر حرکت وسکون پر حفاظت خداوندی کا پہرہ بٹھا دیا جاتا ہے اور وہ نفس و شیطان کے تسلط و استیلاء سے بالاتر ہوتا ہے۔ ایسی شخصیت سے گناہ ومعصیت اور نافرمانی کا صدور ناممکن اور منطقی اصطلاح میں محال و ممتنع ہے۔ اسی کا نام عصمت ہے اور ایسی ہستی کو معصوم کہا جاتا ہے۔ عصمت لازمہ نبوت ہے۔ جس طرح یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کسی لمحہ نبوت' نبی سے الگ ہو جائے' اسی طرح اس بات کا وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ عصمت نبوت اور نبی سے ایک آن کے لئے بھی جدا ہو سکتی ہے۔'' (معاذ اللہ)

حضرات علما نے تحقیق فرمائی ہے کہ ایک ہے معصوم! اور ایک ہے محفوظ! معصوم وہ ہے' جس سے گناہ ومعصیت کا صدور محال ہو' اور محفوظ وہ ہے' جس سے صدور معصیت محال تو نہ ہو لیکن کوئی معصیت صادر نہ ہو' یا آسان اور سادہ لفظوں میں یوں تعبیر کریں گے کہ معصوم وہ ہے جو گناہ کر ہی نہیں سکتا اور محفوظ کے معنی یہ ہیں کہ گناہ کر تو سکتا ہے لیکن کرتا نہیں'

اس لئے کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ محفوظ ہیں۔

الغرض نبوت و رسالت کے عظیم ترین منصب کے لئے حق تعالیٰ اسی شخصیت کو بحیثیت نبی و رسول کے منتخب کرتا ہے جو حسب و نسب' اخلاق و اعمال' عقل و بصیرت' عزم و ہمت اور تمام کمالات میں اپنے دور کی فائق ترین شخصیت ہو۔ نبی تمام جسمانی و روحانی کمالات میں یکتائے زمانہ ہوتا ہے' اور کسی غیر نبی کو کسی معتد بہ کمال میں اس پر فوقیت نہیں ہوتی' قرآنی و شرعی الفاظ میں اس شخصیت کا انتخاب' اجتباء' اور اختیار خود حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔ اس کے لئے ظاہر و باطن اور سر و جہر سب عیاں ہے۔ ماضی و مستقبل اور حال کے تمام حالات بیک وقت اس کے علم میں ہیں۔ اس میں نہ غلطی کا امکان ہے' نہ جہل کا تصور' قرآن کریم کی بے شمار آیات میں یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے:

"ان اللہ کان بکل شیء علیما۔" (النساء رکوع:۵)

ترجمہ:"اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔"

"ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ وفی الارض ولا فی السماء۔" (یونس رکوع:۷)

ترجمہ:"اور غائب نہیں تیرے رب سے کوئی ذرہ بھر چیز بھی نہ زمین میں' نہ آسمان میں۔"

"یعلم سرکم وجھرکم۔" (الانعام ع:۱)

ترجمہ:"وہ جانتا ہے تمہارے پوشیدہ کو اور ظاہر کو۔"

ظاہر ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ کا علم محیط نبوت و رسالت کے لئے کسی شخصیت کو منتخب کرے گا' تو اس میں کسی نقص کے احتمال کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اس منصب کے لئے جس مقدس ہستی پر حق تعالیٰ کی نظر انتخاب پڑے گی اور جسے تمام انسانوں سے چھانٹ کر اس عہدہ کے لئے چنا جائے گا' وہ اپنے دور کی کامل ترین' جامع ترین' اعلیٰ ترین اور موزوں ترین شخصیت ہوگی۔

البتہ خود انبیاء و رسل کے درمیان کمالات و درجات میں تفاوت اور فرق مراتب اور بات ہے۔

نیز یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ نبوت و رسالت محض عطیہ الٰہی ہے' کسب و اکتساب سے اس کا تعلق نہیں کہ محنت و مجاہدہ اور ریاضت و مشقت سے حاصل ہو جائے' دنیا کا ہر کمال محنت و مجاہدہ سے حاصل ہو سکتا ہے' لیکن نبوت و رسالت' حق تعالیٰ کا اجتبائی عطیہ ہے' وہ جس کو چاہتا ہے اس منصب کے لئے چن لیتا ہے' قرآن کریم کی متعدد آیات میں یہ تصریحات موجود ہیں:

"اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً و من الناس" (الحج ع:۱۰)

ترجمہ:"اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے پیغامبر اور انسانوں سے۔"

"اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (الانعام ع:۱۵)

ترجمہ:"اللہ کو خوب علم ہے جہاں رکھتا ہے وہ اپنے پیغامات۔"

ان حقائق شرعیہ کو سمجھنے کے بعد یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی نبی و رسول فرائض نبوت میں کوتاہی بھی کر سکتا ہے' گیا کہ کسی نبی نے...... معاذ اللہ...... اپنے فرائض منصبی میں کوتاہیاں کی ہوں' اس لئے یہ کہنا کہ:"فلاں نبی سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوگئی تھیں' نبی ادائے رسالت میں کوتاہی کر گیا' یا یہ کہ فلاں نبی بغیر اذن الٰہی کے اپنی ڈیوٹی سے ہٹ گیا۔" انتہائی کوتاہی کی بات ہے اور وہ اپنے اندر بڑے سنگین مضمرات رکھتی ہے۔ اسی طرح کسی مشکل مقام کی تہ کو نہ پہنچنے کی بنا پر یہ اٹکل پچو کلیہ گھڑ لینا کہ:"عام انسانوں کی طرح نبی بھی مومن کے بلند ترین معیار کمال پر ہر وقت قائم نہیں رہ سکتا' وہ بھی بسا اوقات تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے اور جب اللہ کی طرف سے اسے متنبہ کیا جاتا ہے کہ یہ عمل محض ایک "جاہلیت کا جذبہ" ہے تو نبی فوراً اسلامی طرز فکر کی طرف پلٹ آتا ہے" نہایت خطرناک بات اور مقام نبوت سے ناشناسائی کی عبرتناک مثال ہے:

"چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند"

اسی طرح یہ کہنا:"نبی اور رسول پر کوئی وقت ایسا بھی آتا ہے' اور آنا چاہئے' جبکہ اس سے عصمت کا پردہ اٹھا لیا جاتا ہے' اور اس سے ایک دو گناہ کروائے جاتے ہیں تاکہ اس کی بشریت ظاہر ہو۔" یہ ایک ایسا خطرناک قسم کا غلط فلسفہ (سوفسطائیت) ہے جس سے تمام شرائع الٰہیہ اور ادیان سماویہ کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔

نبوت سے عصمت کے جدا ہو جانے کے معنی یہ ہوئے کہ عین اس وقت نبی کی حیثیت ایک ایسی شخصیت کی نہیں ہوتی جو امت کے لئے اسوہ اور نمونہ ہو اور جسے امین و مامون قرار دیا گیا ہو' اس وقت اس کی حیثیت ایک عام انسان کی سی ہوگی' یا زیادہ واضح الفاظ یہ کہئے کہ: عین اس حالت میں جبکہ نبی سے عصمت اٹھالی جاتی ہے' وہ نبوت اور لوازم نبوت سے موصوف نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ غلط منطق تسلیم کرلی جائے تو سارا دین ختم ہو جاتا ہے' نبی اور رسول کی ہر بات......

معاذ اللہ...... مشکوک ہوجاتی ہے' اور اس کا کوئی قول و عمل اور تلقین و تعلیم قابل اعتماد نہیں رہتی کیونکہ ہر لحہ یہ احتمال رہے گا کہ شاید یہ ارتفاع عصمت اور انخلاء عن النبوت کا وقت ہو۔ بظاہر یہ بات جو بڑے حسین و جمیل فلسفہ کی شکل میں پیش کی گئی ہے غور کیجئے تو یہ اس قدر غیر معقول اور نامعقول اور ناقابل برداشت ہے کہ کوئی معقول آدمی جو شریعت الٰہی کو سمجھا ہوا س کی جرأت تو کجا؟ اس کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں کی زبان و قلم سے یہ بات نکلی' اور افسوس ہے کہ بڑے اصرار و تکرار سے مسلسل نکلتی جارہی ہے' ان کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ انہیں نہ علم کی حقیقت تک رسائی ہوئی ہے' نہ نبوت کے تقاضوں کو انہوں نے صحیح سمجھا ہے۔

اور یہ بات بھی کسی علم و دانش کا پتا نہیں دیتی کہ جب تک ہم انبیأ کرام علیہم السلام کو عام انسانوں کی طرح دو چار گناہوں میں مبتلا نہ دیکھ لیں' اس وقت تک ہمیں ان کی بشریت کا یقین ہی نہیں آئے گا' کون نہیں جانتا کہ انبیأ کرام (علیہم السلام) کھاتے ہیں' پیتے ہیں' انہیں صحت و مرض جیسے بیسیوں انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں' وہ انسانوں سے پیدا ہوتے ہیں' اور ان سے انسانی نسل چلتی ہے' علاوہ ازیں وہ بار بار اپنی بشریت کا اعلان فرماتے ہیں' کیا ان تمام چیزوں کے بعد بھی اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ جب تک ان سے عصمت نہیں اٹھالی جاتی اور دو ایک گناہ نہیں ہونے دیئے جاتے' تب تک ان کی بشریت رہے گی؟ اور ہمیں ان کی بشریت کا یقین نہیں آئے گا؟

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بھول چوک اور خطا و نسیان تو خاصہ بشریت ہے' مگر گناہ و معصیت مقتضائے بشریت نہیں بلکہ خاصہ شیطنت ہے' انسان سے گناہ ہوتا ہے تو محض تقاضائے بشریت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ شیطان کے تسلط و اغواء سے ہوتا ہے' اس لئے گناہوں کے ارتکاب سے انبیأ علیہم السلام کی بشریت ثابت نہیں ہوگی بلکہ اور ہی کچھ ثابت ہوگا' اور جو لوگ بھول چوک اور "معصیت" کے درمیان فرق نہیں کر سکتے' انہیں آخر کس نے کہا ہے کہ وہ ان نازک علمی مباحث میں الجھ کر "ضلوا فاضلوا" کا مصداق بنیں۔

بہر حال یہ عصمت اور کمالات نبوت تو ہر نبی کے لئے لازم و ضروری ہیں' اب غور فرمایئے کہ جس مقدس ترین شخصیت کو تمام انبیأ و رسل کی سیادت و امامت کے مقام پر کھڑا کیا گیا ہو' جسے ختم نبوت و رسالت کبریٰ کا تاج پہنایا گیا ہو' اور جسے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے اعلیٰ ترین منصب سے سرفراز کیا گیا ہو (بآبائنا و امہاتنا ﷺ) کائنات کی اس بلند ترین ہستی کے شرف و کمال' طہارت و نزاہت' حرمت و عظمت' عفت و عصمت اور رسالت و نبوت کا مقام کون معلوم کر سکتا ہے؟ اگر ایسی فوق الادراک ہستی کے بارے میں بھی کوئی ایسا کلمہ کہا جائے کہ کسی وقت غیر معصومیت ان پر بھی آسکتی ہے' تو کیا اس عظیم ترین جرم کی انتہاء معلوم ہو سکتی ہے؟

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب خاتم النبیین ہوئے' اور منصب رسالت و نبوت کی سیادت کبریٰ سے مشرف ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو آخری شریعت اور قیامت تک آنے والی تمام قوموں اور نسلوں کے لئے آخری قانون بنایا گیا تو اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت تھی: ایک یہ کہ یہ آسمانی قانون قیامت تک جوں کا توں محفوظ رہے' ہر قسم کی تحریف و تبدیل سے اس کی حفاظت کی جائے' الفاظ کی بھی اور معانی کی بھی' کیونکہ اگر الفاظ کی حفاظت ہو اور معانی کی حفاظت نہ ہو' تو یہ حفاظت بالکل بے معنی ہے' دوم یہ کہ جس طرح علمی حفاظت ہو اسی طرح عملی حفاظت بھی ہو' اسلام محض چند اصول و نظریات اور علوم و افکار کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ اپنے جلو میں ایک نظام عمل لے کر چلتا ہے' وہ جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں اصول و قواعد پیش کرتا ہے' وہاں ایک ایک جزئیہ کی عملی تشکیل بھی کرتا ہے' اس لئے یہ ضروری تھا کہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والسلام) کی علمی و عملی دونوں پہلوؤں سے حفاظت کی جائے' اور قیامت تک ایک ایسی جماعت کا سلسلہ قائم رہے جو شریعت مطہرہ کے علم و عمل کی حامل و امین ہو۔ حق تعالیٰ شانہ نے دین محمدی کی دونوں طرح حفاظت فرمائی' علمی بھی اور عملی بھی۔

حفاظت کے ذرائع میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی جماعت سرفہرست ہے' ان حضرات نے براہ راست صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو سمجھا' دین پر عمل کیا اور اپنے بعد آنے والی نسل تک دین کو من و عن پہنچایا' انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت رہ کر اخلاق و اعمال کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق درست کیا' سیرت و کردار کی پاکیزگی حاصل کی' تمام باطل نظریات سے کنارہ کش ہو کر عقائد حقہ اختیار کئے' رضائے الٰہی کے لئے اپنا سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا' ان کے کسی طرز عمل میں ذرا خامی نظر آئی تو فوراً حق جل مجدہ نے اس کی اصلاح فرمائی۔ الغرض حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت اس پوری کائنات میں وہ خوش قسمت جماعت ہے جن کی تعلیم و تربیت اور تصفیہ و تزکیہ کے لئے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم و مزکی اور استاذ و اتالیق مقرر کیا گیا۔ اس انعام خداوندی پر وہ جتنا شکر کریں کم ہے' جتنا فخر کریں بجا ہے:

ترجمہ: ''بخدا بہت بڑا احسان فرمایا اللہ نے مومنین پر' کہ بھیجا ان میں ایک عظیم الشان رسول ان ہی میں سے' وہ پڑھتا ہے ان کے سامنے اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور گہری دانائی' بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔'' (آل عمران:۱۶۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی و عملی میراث اور آسمانی امانت چونکہ ان حضرات کے سپرد کی جارہی تھی' اس لئے ضروری تھا کہ یہ حضرات آئندہ نسلوں کے لئے قابل اعتماد ہوں' چنانچہ قرآن و حدیث میں جا بجا ان کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے' چنانچہ:

الف:...... وحی خداوندی نے ان کی تعدیل فرمائی' ان کا تزکیہ کیا' ان کے اخلاص وللّٰہیت پر شہادت دی اور انہیں یہ رتبہ بلند ملا کہ ان کو رسالت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والسلام) کے عادل گواہوں کی حیثیت سے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں' اور جو ایماندار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں شفیق ہیں' تم ان کو دیکھو گے رکوع' سجدے میں' وہ چاہتے ہیں صرف اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ان کی علامات ان کے چہروں میں سجدے کا نشان۔'' (سورۂ فتح ع:۴)

گویا یہاں ''محمد رسول اللہ'' (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کو پیش کیا گیا ہے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں شک و شبہ ہو' اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی پاکیزہ زندگی کا ایک نظر مطالعہ کرنے کے بعد خود اپنے ضمیر سے یہ فیصلہ لینا چاہئے کہ جس کے رفقاء اتنے بلند سیرت اور پاکباز ہوں' وہ خود صدق و راستی کے کتنے اونچے مقام پر فائز ہوں گے:

''کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا''

ب:...... حضرات صحابہؓ کے ایمان کو ''معیار حق'' قرار دیتے ہوئے نہ صرف لوگوں کو اس کا نمونہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی' بلکہ ان حضرات کے بارے میں لب کشائی کرنے والوں پر نفاق و سفاہت کی دائمی مہر ثبت کردی گئی:

''اور جب ان (منافقوں) سے کہا جائے: تم بھی ایسا ہی ایمان لاؤ جیسا دوسرے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں' تو جواب میں کہتے ہیں: کیا ہم ان بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں؟ سن رکھو! یہ خود ہی بے وقوف ہیں مگر نہیں جانتے۔'' (البقرہ ع:۲)

ج:...... حضرات صحابہ کرام کو بار بار ''رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ'' (اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے) کی بشارت دی گئی' اور امت کے سامنے یہ اس شدت و کثرت سے دہرایا گیا کہ صحابہ کرام کا یہ لقب امت کا تکیہ کلام بن گیا' کسی نبی کا اسم گرامی آپ ''علیہ السلام'' کے بغیر نہیں لے سکتے اور کسی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام نامی ''رضی اللہ عنہ'' کے بغیر مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہوسکتا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر راضی نہیں ہوا' نہ صرف ان کے موجودہ کارناموں کو دیکھ کر' بلکہ ان کے ظاہر و باطن اور حال و مستقبل کو دیکھ کر ان سے راضی ہوا ہے' یہ گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ آخر دم تک ان سے رضائے الٰہی کے خلاف کچھ صادر نہیں ہوگا' اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس سے خدا راضی ہوجائے' خدا کے بندوں کو بھی اس سے راضی ہوجانا چاہئے' کسی اور کے بارے میں تو ظن و تخمین ہی سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں؟ مگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں تو نص قطعی موجود ہے' اس کے باوجود اگر کوئی ان سے راضی نہیں ہوتا تو گویا اسے اللہ تعالیٰ سے اختلاف ہے' اور پھر صرف اتنی بات کو کافی نہیں سمجھا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا'' بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ''وہ اللہ سے راضی ہوئے'' یہ ان حضرات کی عزت افزائی کی انتہا ہے۔

د:...... حضرات صحابہ کرامؓ کے مسلک کو ''معیاری راستہ'' قرار دیتے ہوئے اس کی مخالفت کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ہم معنی قرار دیا گیا' اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو وعید سنائی گئی:

''اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی' جبکہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی' اور چلے مومنوں کی راہ چھوڑ کر' ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے۔'' (النساء ع:۱۷)

آیت میں ''المومنین'' کا اولین مصداق اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اتباع نبویؐ کی صحیح شکل صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار اور ان کے اخلاق و اعمال کی پیروی میں منحصر ہے' اور یہ جب ہی ممکن ہے جبکہ صحابہ کرامؓ کی سیرت کو اسلام کے اعلیٰ معیار پر تسلیم کیا جائے۔

(جاری ہے)

ختم نبوۃ

اسلام ایک مکمل نظام حیات

اسلام ایک ایسی وحدت ہے جو بیک وقت اپنے اصل و جوہر اور روح و مزاج میں یکسانیت کے ساتھ ساتھ مختلف قوانین وضوابط اور بے نظیر اصولوں کا بھی جامع ہے' وہ مسجدوں میں عبادت و ریاضت' اور معاشرتی زندگی میں جدو جہد سے لے کر میدان کارزار میں جہاد و قربانی تک وسیع ہے' وہ اگر ایک طرف ایمان و یقین میں کمال و پختگی کا داعی ہے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کو لازمی جزو کی حیثیت دیتا ہے' اس میں کبھی جذبہ وحمیت کی ضرورت پڑتی ہے تو کبھی فہم وفراست اور فکر و تدبر کی' وہ عبادات و معاملات' ایثار و قربانی' ثبات و استقامت کے حسین امتزاج کے ساتھ ساتھ انفرادی واجتماعی' سیاسی ومعاشرتی زندگی کے ایسے زریں اصول وقوانین کا حامل ہے کہ اس کے زیر سایہ ہی فلاح وکامیابی یقینی ہے' لیکن ان سب کا منبع و سرچشمہ صرف اسلام' ایمان اور طاعت و بندگی کا جذبہ خیر ہے۔

اسلام اور اس کے احکام کی مثال ایک ایسے سدا بہار اور وسیع باغ کی ہے جو طرح طرح کے پھولوں سے آراستہ' خوشبوؤں سے معطر' قسم قسم کے پھلوں اور میووں سے لدا ہوا ہو اور ایک آدمی اس میں عمدہ سے عمدہ' خوبصورت و دیدہ زیب اور جاذب نظر گلوں اور غنچوں سے اس تصور میں گم گزرتا چلا جاتا ہے کہ ہر حصہ اسی باغ کا ایک جزو ہے' یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کا ہر رکن اور اس کا ہر حکم و قانون اسی شجر طوبیٰ کا ثمر اور اسی چمن کا گل سرسبد ہے' جہاں ہر انسان نہایت امن وسکون' پیار ومحبت' ایثار و ہمدردی کی زندگی اس طرح بسر کرتا ہے کہ "المسلم من سلم المسلون من لسانه ويده" کی تصویر نگاہوں میں پھر جاتی ہے' جہاں پورے خاندان میں "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعيته" کا احساس بیدار رہتا ہے

مولانا سید محمد الحسنی رحمہ اللہ

اور معاشرہ میں اخوت و بھائی چارگی اور الفت و محبت کی فضا اس طرح چھائی رہتی ہے کہ قلوب بغض وحسد اور کینہ وکدورت کی نجاستوں سے پاک اور منکرات وسیئات سے دور ہو کر ہر فرد بشر من رأى منكم منكر فليغره بيده اور من احب لله فقد استكمل الايمان اور انصر اخاک ظالماً او مظلوماً کا مصداق قرار پاتا ہے۔

الغرض اسلام ایک ایسا عالی شان محل ہے جس کی ہر اینٹ مناسب جگہ پر رکھی ہے اور ایک ایسے مکمل نظام حیات کی تشکیل کرتا ہے جو نہ صرف انسانی ضروریات و تقاضوں کی تکمیل کا ضامن و کفیل ہے بلکہ نور ہدایت سے سرفراز کرتا ہے۔

اسلام خدا کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ اور بہترین ذریعہ ہے' یہی وجہ ہے کہ وہ انسانی نظریات افراط وتفریط سے بالکل پاک وصاف ہے' اس کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ کثرتوں میں وحدت ہے' اس میں زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملہ کا حل اور ہر انسانی طبقہ' خواہ مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا جوان' جاہل ہو یا عالم' غنی ہو یا فقیر' سب کے لئے مکمل نظام' ہر مسئلہ کا حل اور ہر مرض کی شفا نیز رضائے الٰہی کا پروانہ حاصل کرنے کا بہترین راستہ ہے' چنانچہ عہد نبوی کا صرف ایک واقعہ اس حقیقت کی ترجمانی کے لئے کافی ہے۔

ایک مرتبہ چند لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ مالدار اجر وثواب میں ہم سے آگے نکل گئے کہ نماز' روزہ میں تو یہ ہمارے شریک کہ ہم بھی کرتے ہیں اور یہ بھی' اور اپنے زائد

ختم نبوۃ

مالوں میں سے صدقہ کرتے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ نے تمہارے لئے صدقہ کا قائم مقام نہیں بنارکھا ہے؟ سبحان اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے'الحمدللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے' لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا بھی صدقہ ہے۔صحابہ کرام نے تعجب سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرے اور یہ صدقہ ہوجائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حرام میں مبتلا ہوتا تو کیا گناہ نہ ہوتا'اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے۔

اسی ایک واقعہ سے یہ حقیقت نمایاں ہوجاتی ہے کہ اسلام ایک بے نظیر ومنفرد نظام زندگی ہے جو انسانی جذبات کی قدر کے ساتھ ساتھ اس کے معاشرتی نظام کو ایسے مستحکم اصولوں پر قائم کردیتا ہے کہ وہ ہرلغزش' خطاوقصور' انحراف وکجروی' زیغ و ضلال اور اختلاف و انتشار سے محفوظ ہوکر سراپا الفت ومحبت' اخوت و بھائی چارگی' امن وسلامتی اور اتحاد واتفاق کا نمونہ نظر آتا ہے' نیز وہ ایک ایسے صاف ستھرے اقتصادی نظام کا حامل ہے' جہاں امیر وغریب' شاہ وگدا' حاکم ومحکوم سب برابر نظر آتے ہیں اور مال و دولت اور جاہ و منصب کے بجائے صرف ایمان و اخلاص اور اعمال صالحہ کا اعتبار ہوتا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا' وہ تو تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"

اسلام کا سیاسی نظام ایسا منصفانہ ہے کہ عنان حکومت کسی خاص پارٹی یا گروہ کے قبضہ میں نہیں ہوتی ہے اور سربراہان مملکت اللہ کے خلیفہ' لوگوں کی جان ومال کے امین' اسلامی اخلاق وکردار سے آراستہ'عمل کے پیکر اور عوام کی تنقید وملامت سے بے خوف ونڈر ہوتے ہیں'ان کا شعار:"لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" اور رعایا کی شان:'اطيعوا ولو ولي عليكم عبد حبشي" ہوتی ہے۔

یہ وہ کامل ومکمل اسلام اور اس کا جوہری عنصر ومزاج ہے جو اس کے ہر حکم وقانون پر بالکل نمایاں نظر آتا ہے'اور یہ ہے اسلامی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ' جاہ پرستی' ہوا و ہوس کی کشمکش' انحراف و کجروی' اضطراب و بے چینی' کینہ وکدورت' بغض وحسد اور ظلم وتشدد سے پاک وہ صالح اور پاکیزہ معاشرہ جہاں ہر فرد بشر اپنا حق فراموش کرکے صرف اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے کوشاں اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے فکرمند نظر آتا ہے'ایسے معاشرہ میں نہ برائیاں راہ پاتی ہیں اور نہ ہی شیطان کو بے حیائیاں پھیلانے کا موقع ملتا ہے اور نہ کوئی اخلاقی وروحانی برائی زیادہ دیر تک باقی رہ سکتی ہے'اس لئے کہ اسلام نے شیطان اور اس کے چیلوں کے لئے اس پاکیزہ معاشرہ میں اپنے ناپاک جراثیم اور فتنہ وفساد پھیلانے کا کوئی راستہ ہی نہیں چھوڑا۔

"والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم"

☆☆..........☆☆

بقیہ اخبار عالم

مجلس عمل پارلیمنٹ میں ناموس رسالت' ناموس صحابہ واہل بیت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کرے گی۔تقریب کی صدارت الحاج بلند اختر نظامی نے کی جبکہ تلاوت قاری محمد علی نے کی' نعت جاوید اقبال نے پڑھی' تقریب سے مولانا زاہد الراشدی' مولانا منظور احمد مخدوم' قاری جمیل الرحمن اختر' مولانا عزیز الرحمن ثانی' حافظ محمد ریاض درانی نے بھی خطاب کیا' تقریب میں سید ضیاء الحسن شاہ' مولانا ذکاء الرحمن اختر' مولانا عبدالرحمن' مولانا پیر سیف اللہ خالد' مولانا عزیز الرحمن خان' قاری غلام یٰسین' مولانا محمد اسلم ایوبی' محمد ممتاز اعوان' حاجی قاسم حسن' ملک شاہ محمد منیر احمد' میاں عبدالرؤف' قاری عمر حیات' قاری ابوبکر صدیق' قاری علی حیدر' قاری محمد بلال کی سمیت درجنوں حضرات شریک ہوئے۔

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
آسمانوں کی زینت ستارے خواتین کی زینت زیورات
ستارا جیولرز
صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی نمبر۲
PHONE 7745080

مرچ مسالے دار مرغّن غذا
نظامِ ہضم کی خرابی کا باعث بن سکتی ہے
نئی کارمینا لیجیے، یہ آپ کو بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن اور تیزابیت سے محفوظ رکھے گی۔
150 Tablets
NEO Carmina
Digestive and carminative herb-mint tablets to correct indigestion, liver disorders, dyspepsia and constipation.
نئی کارمینا
ہاضم ٹکیاں، ہر گھر کی اہم ضرورت
ہمدرد
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk
مدینۃ الحکمہ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ
Adarts-CAR-1/2000

فرضِ منصبی کی ادائیگی

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط بنایا ہے' یعنی مرکزی اور بلند مقام رکھنے والی اور دوسروں کی نگراں امت' مرکزی اور بلند مقام رکھنے کی حیثیت سے اس کو اعلیٰ کردار اور بلند معیار کا ثبوت دینا ہوتا ہے اور دوسروں کی نگراں امت ہونے کی بنا پر دوسری امتوں پر یہ نظر رکھنا ہوتا ہے کہ راہ حق اور اعلیٰ کردار کو اختیار کرنے میں ان کا کیا رویہ ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

''اور ہم نے تم کو امت وسط (یعنی مرکزی اور بلند مقام رکھنے والی امت) بنایا تا کہ لوگوں کے نگراں و گواہ ہو۔''

اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مسلمانو! تم بہترین امت بنا کر انسانوں کے لئے بھیجے گئے ہو وہ یہ کہ تم ان کو اچھی باتوں کی تلقین کرو اور بری باتوں سے منع کرو۔'' اس طرح مسلمانوں پر تین ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں' ایک تو معیاری اور اعلیٰ کردار کے مطابق بننے کی' دوسرے دیگر لوگوں کو بھی معیاری اور اعلیٰ کردار کا بننے کی تلقین کرنے کی اور تیسرے ان کے قبول حق اور ترک باطل کے عمل پر نظر رکھنے کی۔ اس امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ان ہی ذمہ داریوں کو انجام دینے یا نہ دینے کے لحاظ سے ہوتا ہے' مسلمانوں کا ماضی اور حال بھی اسی کی شہادت دیتا ہے' اور اپنی ان ہی ذمہ داریوں کو نبھانے اور نہ نبھانے کے اعتبار سے وہ عزت اور رحمت کے راستوں سے گزرتے ہیں' انہوں نے جب اپنے معیار کو صحیح رکھنے کی اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی بنانے کی کوشش کی' تو ان کو بلندی اور برتری حاصل ہوئی اور جب انہوں نے اپنی حالت سنوارنے اور اپنے اعلیٰ کردار کو جاری رکھنے میں کوتاہی کی تو ان کو دھچکے لگے اور ذلت سے گزرنا پڑا' مسلمانوں پر سخت حالات اور ذلت آمیز واقعات ان کی تاریخ میں پیش آتے رہے ہیں' وہ کبھی تو ان کی کوتاہیوں کی صورت میں سزا کے طور پر پیش آئے اور کبھی اعلیٰ معیار کو برقرار نہ رکھنے کی صورت میں بھی پیش آئے' یہ واقعات جب ان کی آزمائش اور امتحان کے طور پر پیش آئے تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے کہ عزیمت اور ہمت ان میں کہاں تک قائم ہے؟ سخت حالات پیش آنے کی صورت میں مسلمانوں کو اولاً اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ان میں وہ کیا کوتاہیاں ہوسکتی ہیں جو اس طرح کی سزا کا سبب ہوسکتی ہیں؟ اور پھر فوراً ان کوتاہیوں کو اپنے دامن سے صاف کرنے کی کوشش کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت کو اپنے لئے واپس لائیں اور اگر غور کرنے پر بھی اپنے میں کوتاہیاں نہ نظر آئیں تو ان کو ان تکلیف دہ حالات کو اپنے رب کی طرف سے ایک امتحانی امر سمجھنا چاہئے اور یہ امید رکھنا چاہئے کہ یہ امتحان گزر جائے گا اور ان کی صبر ورضا کا صلہ ان کو یہ ملے گا کہ ان کی ساکھ' عزت وقوت واپس ہوجائے گی' مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت ومرضی نافذ کرنے کے لئے کارگزاروں کی حیثیت عطا فرمائی ہے' وہ اس کارگزاری کو اگر صحیح انجام دیتے ہیں تو کوئی طاقت ان کو شکست نہیں دے سکتی' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وعدہ فرمایا ہے:

''انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین''

ترجمہ: ''تم ہی سب سے بلند رہوگے اگر تم ایمان والے ہوگے۔''

مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میں برابر ان باتوں کا ظہور ہوتا رہا ہے اور بعض مرتبہ امت مسلمہ پر ان کے دشمنوں کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ یہ خطرہ محسوس کیا جانے لگا کہ اب مسلمان اس مسکنت و ذلت سے نہ نکل سکیں گے' لیکن پھر یہی ہوا کہ ذلت و مسکنت سے سرخرو ہو کر نکلے بلکہ:

"پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانوں سے"

ان کے دشمن خود سرنگوں ہو کر تابعدار بن گئے' اور اب تو عالم اسلام بہت بڑا اور وسیع ہو چکا ہے اور اس کے اقتدار و عزت کے ذرائع بھی بہت وسیع ہو چکے ہیں' کمی صرف اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی اور اپنی کوتاہیوں اور حق سے روگردانیوں کو دور کرنے کی ہے' مسلمانوں میں ایک طرف شان و شوکت کا اظہار خاصا بڑھا ہے' دوسری طرف غیروں کے اخلاق و تہذیبی طریقوں سے بچنے کی کوششوں میں بھی بڑی کمی آ گئی ہے' اسی کے ساتھ ساتھ دشمنوں کی طرف سے کی جانے والی کارروائیوں اور حکمت عملیوں کو سمجھنے اور ان کا توڑ کرنے کی طرف توجہ دینے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اور اس کے لئے سودمند ذرائع اختیار کرنے میں بھی کوتاہی ہے۔ اس وقت تعلیم اور ذرائع ابلاغ قوموں کی عزت و ذلت کے معاملہ میں بڑا اہم کردار انجام دے رہے ہیں' اور ان دونوں کے سلسلہ میں مسلمانوں میں خاصی بے توجہی اور کوتاہی ہے' مسلمانوں کے معاشرے میں جو برے طور و طریق پھیلتے چلے جا رہے ہیں' ان کی اصلاح کی فکر بھی نہیں کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مشرکانہ خیالات اور جاہلیت کے کاموں سے سخت نفرت ہے اور یہ خیالات اس کی رحمت کو بہت دور کرنے والی باتیں ہیں' لیکن ہمارا معاشرہ غلط رسموں اور شرک کی کیفیت رکھنے والے اعمال سے متاثر ہوتا چلا جا رہا ہے اور ان کو روکنے کا کام بہت ہی کم ہے' یہ ہمارے اندر کی خرابیاں ہیں اور باہر کے اعتبار سے ہم دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ مسلمانوں کے بدخواہوں کی طرف سے ان کو ظالم اور امن دشمن ثابت کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ اور ذرائع تعلیم سے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ بہت سے واقعات فرضی کرائے جاتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ ذرائع ابلاغ کو مسلمانوں کو بدنام کرنے کا مواد مل سکے۔ حقیقت کچھ ہوتی ہے اور اس کو طاقتور ذرائع سے کچھ اور بنا کر پیش کیا جاتا ہے' اس طرح اس وقت سارا عالم مل کر مسلمانوں کو نشانہ بنا رہا ہے' جس کے اثر سے غیر تو غیر' خود مسلمان دھوکے میں پڑ جاتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنی کمزوریوں کا جائزہ دینی اور دنیاوی دونوں لائنوں سے لیں اور غلطیوں کا تدارک کرنے' کوتاہیوں کو دور کرنے اور امت مسلمہ کو جو چیلنج درپیش ہیں' ان کا اہلیت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی مخلصانہ کوشش کریں' اس طرح امت مسلمہ ایک ناقابل شکست امت ثابت ہوگی اور کامیابی اور سرخروئی' جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رکھی ہے' وہ اس کو حاصل ہوگی۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR, MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514972

خاموش مجاہد

مولانا عبیدالرحمٰنؒ بھی رخصت ہوگئے

مفتی محمد جمیل خان

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے' پاکستان اور انگلینڈ کی معروف ترین شخصیت' خلعت کدہ برطانیہ کی ہر دینی تحریک کے پشتیبان' سرزمین بہبودی کے علمی خانوادہ کے سرپرست اعلیٰ' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین' قاری سعید الرحمٰن' محمد الرحمٰن اور امام اہلسنت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے برادر عزیز' محمد انور اور محمد زاہد کے والد محترم' مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی' قاری عتیق الرحمٰن' مولانا محمد طلحہ رحمانی' حافظ اسامہ اور حافظ حذیفہ کے بزرگ تایا' عزیزم حافظ محمد سفیان کے دادا' جمعیت علماء برطانیہ کے بانی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلینڈ کے نائب امیر اور جامع مسجد کی شیفیلڈ کے متولی حضرت مولانا عبیدالرحمٰن مختصر علالت کے بعد اپنے آبائی وطن بہبودی میں بروز بدھ بتاریخ ۲۲/جنوری ۲۰۰۳ء فجر کی نماز کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ عجیب معاملہ فرماتے ہیں' حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ کے سب سے چھوٹے بھائی امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن اس شان سے رخصت ہوئے کہ عشاء کی نماز پڑھتے ہیں' مشکوۃ شریف کی آخری حدیث کا درس دیتے ہیں اور گھر آ کر اس شان سے رخصت ہوتے ہیں کہ چہرہ "وجوہ یومئذ ناظرۃ" اور "ضاحکۃ مستبشرۃ" کا مشاہدہ کراتا ہے' اور ہمارے ممدوح مولانا عبیدالرحمٰن اس شان سے رخصت ہوتے ہیں کہ فجر کی نماز ادا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہوتے ہیں' زبان پر فجر کے بعد کے معمولات جاری ہوتے ہیں کہ محبوب حقیقی کی طرف سے بلاوا آ جاتا ہے۔ زندگی بھر کوئی نماز قضا ہونے کی ندامت اور حسرت سے جب باری تعالیٰ نے محفوظ رکھا تھا تو مرض الموت میں اپنے مقرب و محبوب بندے کو کس طرح باری تعالیٰ نماز قضا ہونے کی ندامت اور حسرت کے ساتھ اپنے پاس بلا سکتا تھا۔ رب کائنات کے یہاں حاضری اس طرح ہوئی کہ اس قسم کی باز پرس سے مبرا ہیں۔ یہی تو "الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" کا مصداق ہے۔

بعض شخصیات اس آن بان سے رخصت ہوتی ہیں کہ اہل علم و دین اپنے آپ کو یتیم اور بے سہارا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ مدارس اور دینی کاموں سے متعلق لوگ بے آسرا ہو جاتے ہیں۔ حضرت مولانا عبیدالرحمٰن ظلمت کدہ انگلستان میں تپتی دھوپ میں ایک شجر سایہ دار اور شدید سردی میں ایک گرم مکان کی مانند اہل دین کو فیضیاب کرتے نظر آتے تھے۔ پوری زندگی علماء کرام اور اہل دین کی خدمت میں گزاری۔ انگلینڈ جانے والوں کی طرح پونڈ کو مطمح نظر نہیں بنایا' فقیری کے باوجود غنی دل کے ساتھ مہمان نوازی اور سخاوت ان کا طرۂ امتیاز تھی' مسلمانوں کی حالت زار پر ان کی کڑھن قابل رشک اور مسلمانوں کے حقوق کی طلبی اور ان کی اصلاح کے لئے ان کے دل میں موجزن جذبات قابل تحسین تھے' دن رات کی تمیز کئے بغیر خدمت اہل دین سے ان کی زندگی عبارت تھی' تواضع و انکساری ان کی زینت اور اللہ پر یقین و توکل ان کا ہتھیار تھا۔ مشکل گھڑیوں اور صبر آزما حالات میں وہ ساتھ دینے والی عظیم شخصیت تھے' ذاتی نفع و نقصان سے بالاتر ہو کر دین کی بالادستی اور علماء کرام کے احترام و وقار کے لئے وہ زندگی بھر کوشاں رہے' ان کا گھر سیاسی اختلافات و مفادات سے بالاتر ہو کر علماء کے لئے مہمان خانہ تھا۔ میزبانی کا ذوق و شوق ان کی بدولت گھر کے ایک ایک فرد کے رگ و ریشہ میں رچ بس گیا تھا۔ چوبیس گھنٹے کے کسی بھی لمحہ میں کوئی مہمان اس گھر سے سیر ہوئے بغیر واپس ہونے کا تصور نہیں کر سکتا تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' جمعیت علماء اسلام' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' وفاق المدارس العربیہ پاکستان سمیت تمام دینی تنظیموں' پاکستان کی اکثر خانقاہوں اور مدارس کے منتظمین اور علماء ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کے متعلقین کے لئے بھی ان کے گھر کی حیثیت اپنے گھر کی

سی تھی۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ' امیر الہند حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہٗ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن' مولانا سمیع الحق' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا محمد اکرم طوفانی اور دیگر اکابر علماء کرام سے لے کر ہم جیسے ناکارہ لوگوں کے لئے آپ اور آپ کا گھرانہ چشم براہ رہتا تھا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے اسفار کے دوران کسی نہ کسی طرح یہ گھر آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کر لیتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے کچے گھر کی طرح حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ کے گھر کی حیثیت بھی جنکشن کی تھی' جہاں سے ہر طبقہ فکر کے اہل علم کا گزرے بغیر چارہ نہیں تھا۔

حضرت مولانا عبیدالرحمٰنؒ ۱۹۳۲ء میں سہارنپور کے مبارک اور پاکیزہ ماحول میں پیدا ہوئے' اس وقت مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی مسند حدیث پر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ جیسی عظیم المرتبت ہستی رونق افروز تھی جبکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی نورانی شخصیات سرپرستی اور تدریس میں مصروف تھیں۔ ان ہستیوں کی دعاؤں اور صحبت میں آپ کا بچپن گزرا' قاری سعید الرحمٰن کے بقول آپؒ کے حفظ قرآن کے لئے بسم اللہ کا آغاز ان بزرگوں کی دعاؤں سے ہوا' حفظ کی تکمیل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے کی ابتدائی تعلیم کے لئے والد محترم شیخ طریقت' محدث زمان حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا ابرارالحق مدظلہٗ کے پاس ہردوئی بھیج دیا' ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ درس نظامی کی متوسط کتابوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور آ گئے' ابھی تعلیم کی تکمیل کے مراحل طے نہیں ہوئے تھے کہ قیام پاکستان کا عمل پیش آیا اور ہندوستان سے مسلمانوں کی ہجرت اور فسادات کے اندوہناک واقعات پیش آئے' لاکھوں مسلمانوں کے کشت و خون کی ہولی نے ایک ایسی خلیج اور نفرت کی دیوار پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کھڑی کی کہ آج پچاس سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود نفرتوں میں اضافہ ہی ہو رہا ہے' ان حالات میں مظاہر العلوم سہارنپور تدریس کے لئے واپس جانا حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے لئے ممکن نہیں رہا' اس لئے مولانا عبیدالرحمٰن اپنا تعلیمی سلسلہ مظاہر العلوم سہارنپور میں جاری نہ رکھ سکے' کچھ عرصہ آپ نے اپنے آبائی گاؤں بہبودی کے اطراف میں علماء کرام سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں' بعد ازاں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی زیر نگرانی جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم کا منقطع سلسلہ دوبارہ بحال ہوا۔ اسی اثناء میں مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی دعوت پر جب حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور دیگر اکابر دار العلوم ٹنڈوالہ یار تدریس کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ اپنے فرزندوں مولانا عبیدالرحمٰن اور قاری سعید الرحمٰن کو بھی تعلیم کے لئے اپنے ساتھ اسی مدرسہ میں لے آئے اور اس طرح آپؒ نے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی نگرانی میں ۱۹۵۲ء میں حدیث کی تکمیل کر کے دستار فضیلت اور سند حدیث حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے کچھ عرصہ اپنے آبائی علاقہ میں علمی خدمات انجام دیں۔

بعد ازاں جب محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے کراچی میں "مدرسہ عربیہ اسلامیہ" کے نام سے ایک جدید طرز کا تعلیمی ادارہ قائم کیا (جو اب الحمدللہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور اس کی سترہ شاخوں کی شکل میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' حضرت ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ' حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہ' سید محمد بنوریؒ' حضرت مولانا بدیع الزمان رحمہم اللہ کا صدقہ جاریہ ہے) تو حضرت بنوریؒ کے حکم پر ۱۹۵۵ء میں آپ نے اس مدرسہ میں تدریس کا آغاز کیا' کئی سال آپ حضرت بنوریؒ کی زیر نگرانی خدمات انجام دیتے رہے' بعد ازاں والد محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کی علالت کی وجہ سے آپ بہبودی واپس آ گئے اور وہیں مدرسہ میں تعلیمی سلسلہ کے ساتھ ساتھ والد محترم کی خدمت اور تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے حکم پر آپ نے اور قاری سعید الرحمٰن صاحب نے جامعہ اسلامیہ کے نام سے راولپنڈی میں ایک مدرسہ کا آغاز کیا اور آپ نے اس میں کچھ عرصہ تدریسی خدمات دیں' اس کے بعد والد محترم کی اجازت سے ۱۹۶۵ء میں آپؒ ظلمت کدہ انگلستان میں دینی رہنمائی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت انگلستان میں مسلمانوں کی حالت زار بہت ہی مخدوش تھی۔ مساجد نہ ہونے کے برابر تھیں' کسی گھر میں لوگ نمازیں ادا کرتے تھے' حلال گوشت کا تصور تک نہیں تھا' پردہ اور اسلامی لباس کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا' مسلمانوں کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں تھے' لوگ انفرادی اور خفیہ طور پر دینی امور کی

ختم نبوۃ

انجام دہی کی کوشش کرتے تھے' اس صورت حال میں مولانا عبدالرحمٰنؒ نے مسلمانوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کرنے کا عزم کیا اور علماء کرام اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی تربیت کی وجہ سے جرأت و بہادری اور دینی حمیت آپ کی رگوں میں رچ بس گئی تھی اور علمی خاندان سے تعلق کی وجہ سے خدمت دین آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی' آپ نے شیفیلڈ شہر کو مرکز بنایا اور محنت و مزدوری کرنے والے مسلمانوں کے لئے حلال رزق کا بندوبست کیا اور اعزازی طور پر رضا کارانہ انداز میں خدمت دین شروع کی۔ دارالعلوم دیوبند میں تدریسی عمل کے ساتھ ساتھ آپ نے علماء کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور ''جمعیت علماء برطانیہ'' کے نام سے ایک مذہبی پلیٹ فارم قائم کیا جس کی وجہ سے علماء کرام اجتماعی کام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمانوں کو مربوط زندگی گزارنے کے لئے ایک مرکز مل گیا' علماء کرام کے اس پلیٹ فارم سے سب سے پہلے مساجد اور مکاتب قرآن قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ترغیب دی گئی کہ وہ حلال اشیاء کی تجارت کی طرف متوجہ ہوں۔ حکومت سے بات چیت کی گئی اور آخر کار حکومت نے مسلم ذبیحہ کی اجازت دیدی۔ اسکولوں میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کے لئے وقت حاصل کیا گیا اور علماء کرام کو اس خدمت کے لئے مقرر کیا گیا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ جیلوں میں بھی اسلامی تعلیم کے لئے وقت حاصل کیا گیا۔ عیدین کی نمازوں کی ادائیگی کے لئے کھلی جگہ حاصل کی گئی اور مختلف شہروں میں دینی پروگرام شروع کئے گئے۔ دعوت و تبلیغ کو مربوط کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان بھر سے علماء کرام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ' حضرت مفتی محمودؒ' مولانا احتشام الحق تھانویؒ' ہندوستان سے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا سید اسعد مدنی وغیرہ کو بلوا کر مسلمانوں کے مشترکہ اجتماعات منعقد کئے گئے۔ مسلمانوں کے عائلی اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے ''مجلس قضا'' کے نام سے علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور حکومت سے فیصلہ کرایا گیا کہ مسلمانوں کے عائلی مسائل ان کے مذہب کی بنیاد پر حل کئے جائیں گے۔

۱۹۸۴ء میں جب پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا گیا تو قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر پاکستان سے فرار ہو کر لندن جا پہنچا اور وہاں اس نے قادیانیوں کا مرکز بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قادیانی بنانے کی مہم شروع کی' اس موقع پر مولانا عبدالرحمٰنؒ' مولانا محمد یوسف متالا اور دیگر علماء کرام کی کوششوں اور جمعیت علماء برطانیہ اور حزب العلماء کے تعاون سے ''ختم نبوت کانفرنس'' کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اور ۱۹۸۶ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کے بعد آپ کی مشاورت سے انگلینڈ میں ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' قائم کی گئی۔ اس دوران کئی مسجد اور آپؒ کے مکان کو مرکز کی حیثیت حاصل رہی۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہم' امام اہلسنت حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کوششوں اور مولانا عبدالرحمٰنؒ' مولانا محمد یوسف متالا' مولانا مفتی محمد اسلم' مولانا مفتی مقبول احمد اور دیگر علماء کرام کی محنتوں سے لندن میں دفتر ختم نبوت ۱۳۵ اسٹاک ویل گرین میں قائم کیا گیا اور وہاں مبلغین کا تقرر کیا گیا۔ مولانا عبدالرحمٰن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مرکزی جماعت کے ماتحت کام کرنے والی ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ'' کے سرپرست اور نائب امیر مقرر ہوئے اور جماعت کے زیر اہتمام ہر سال ختم نبوت کانفرنس باقاعدگی سے منعقد ہوتی رہی۔ اپنی وفات تک آپ جماعت کے اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کی تردید میں مصروف عمل رہے۔ جمعیت علماء برطانیہ اور تحفظ ختم نبوت کی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے شیفیلڈ اور انگلینڈ میں مساجد اور مدارس کے قیام کے لئے بھی بہت زیادہ جدوجہد کی۔ چنانچہ شیفیلڈ میں کئی مساجد قائم ہوئیں' لڑکیوں کے لئے اسکول اور مدرسہ قائم کیا گیا' غرض انگلینڈ میں ہونے والی ہر دینی خدمت اور تحریک میں آپ کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہے۔ انگلینڈ کے ساتھ ساتھ آپ پاکستان کے حالات سے بھی لاتعلق نہیں ہوئے بلکہ جمعیت علماء اسلام اور دینی مدارس کے ساتھ آپ نے اپنا مضبوط رشتہ برقرار رکھا اور ان کی ترقی کے لئے بھرپور تعاون کرتے رہے۔ انتخابی معرکہ ہو یا کسی مدرسہ کا قیام' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' جامعہ اسلامیہ راولپنڈی ہو یا بہبودی کا مدرسہ' ان کی تعمیر و ترقی میں آپ بھرپور تعاون کرتے رہے۔ جہاد افغانستان' کشمیر' چیچنیا' فلسطین میں شریک مجاہدین کی آپ بھرپور امداد کرتے رہے۔ گزشتہ ایک سال سے آپ جگر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹروں نے ڈائی لیسز تجویز کیا مگر اللہ تعالیٰ پر توکل اور قوت ارادی کے بل بوتے پر آپ بیماری کا مقابلہ کرتے رہے اور ڈائی لیسز نہیں کرایا' آخرکار یہی بیماری آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا خاندان اور آپ کی علمی میراث آپ کے لئے صدقہ جاریہ کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دیتی رہیں گی اور بعد میں آنے والے آپ کی شفقت اور پرعزم زندگی سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

ختم نبوۃ

اخبار عالم پر ایک نظر

مولانا محمد اکرم طوفانی کا دورۂ چناب نگر

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے یہاں مدرسہ ختم نبوت' مسلم کالونی' چناب نگر میں کالج' اسکول اور مدرسہ کے طلباً کے ایک کنونشن سے خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے نوجوانوں پر تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن کے لئے کام کرنے پر زور دیا اور بتایا کہ قادیانی نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بے حیائی اور بے دینی کے پروگرام' ٹی وی اور ڈش انٹینا کے ذریعے کفر کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' آپ ؐ کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ہے' انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول' حضرت امام مہدی کے ظہور اور مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے اور اس کے کفر و دجل کو واضح کیا۔

مولانا اکرم طوفانی کا اجتماع سے خطاب

چناب نگر (نمائندہ ختم نبوت) جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کیا اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ چناب نگر میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں کا فوری نوٹس لیا جائے' ملک کے اندر قادیانیوں نے اپنا قانون بنا رکھا ہے' اس کو فوری ختم کیا جائے' مولانا غلام مصطفیٰ پر حملہ کرنے والوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور قادیانی جماعت کے مقامی صدر شاہد سعدی اور حمید اللہ قریشی کو لگام دی جائے۔

حضرت مولانا بشیر احمد اور مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ

خوشاب (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا بشیر احمد اور مولانا غلام مصطفیٰ خطیب چناب نگر نے خوشاب' جوہر آباد' روڈہ اور پیلووینس کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت مولانا بشیر احمد نے کو بعد نماز عشاء جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں درس دیا۔ جامع مسجد اللہ والی' جامع مسجد مدنی' جامع مسجد مہاجرین' جامع مسجد حنفیہ اور دیگر مساجد میں بھی ان کے بیان ہوئے۔ جامع مسجد حنفیہ روڈہ میں حضرت مولانا بشیر احمد نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور قادیانیوں کے کفر اور دجل سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ جامع مسجد صدیق اکبرؓ پیلووینس میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کیا اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی۔ اس موقع پر پیلووینس میں ایک سرکردہ قادیانی نے اسلام قبول کیا اور تمام مسلمانوں نے اسے مبارکباد پیش کی۔ اللہ کے فضل سے اب اس علاقے میں قادیانیوں کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ جوہر آباد جامع مسجد بلاک نمبر ا میں بھی حضرت مولانا بشیر احمد کا تفصیلی بیان ہوا۔

چناب نگر میں حکومت قادیانی نوجوانوں کی بدمعاشی کو روکے' جگہ جگہ ناکے لگا کر مسلمانوں کو روکنا غنڈہ گردی کے مترادف ہے

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) مولانا محمد اکرم طوفانی نے حکومت پنجاب خصوصاً ضلع جھنگ کی پولیس اور انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ چناب نگر میں قادیانی نوجوانوں کی غرمستیوں کو کنٹرول کرے' اگر جھنگ پولیس نے معلوم ہونے کے باوجود ان قادیانی غنڈوں کو گرفتار نہ کیا جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہو چکی ہے تو حکومت اور پولیس کی یہ سستی اور نااہلی ملک میں بدامنی اور تحریک کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ قادیانی ہر پندرہ سال بعد حسب عادت اب پھر کسی تحریک کے موڈ میں ہیں' لیکن قادیانیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب جو تحریک تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے خاتمے کا سبب بنے گی' انشاء اللہ۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ حالات کا جائزہ سنجیدگی سے لے اس سے پہلے کہ حالات قابو سے باہر ہو جائیں۔ مولانا طوفانی نے کہا کہ میں عید کی نماز محمدیہ مسجد میں ادا کرنے کے بعد چناب نگر سے گزر رہا تھا تو ان غنڈوں نے ہماری کار کو بھی روکنا چاہا' جس پر ہم سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔ ردعمل جلدی ہو گا' اگر حکومت نے کنٹرول نہ کیا تو خمیازہ انتظامیہ اور قادیانیوں دونوں کو بھگتنا پڑے گا' اس لئے کہ مسلمانوں کی ملی غیرت ابھی زندہ ہے۔

ایک قادیانی کا قبول اسلام

کراچی (نمائندہ خصوصی) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ہندوستان میں دوبارہ پیدا ہونے کا عقیدہ اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کی انتہائی مذموم سازش ہے۔ ''دو محمد رسول اللہ'' کا عقیدہ رکھنے والے مسلمان نہیں۔ شیخ ناصر احمد ولد شیخ ضیاء الحق نے اتوار ۲۳/ فروری ۲۰۰۳ء کو دفتر ختم نبوت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا نذیر احمد تونسوی کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر انہوں نے حلفیہ اقرار کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد تا قیامت کسی کو تشریعی' غیر تشریعی' ظلی' بروزی کسی بھی قسم کی نبوت نہیں ملے گی اور یہ کہ جو شخص عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرے یا دعویٰ نبوت کرے وہ کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب' دجال' کافر' مرتد اور زندیق تھا اور اپنے دعوائے مجددیت' مہدویت' مسیحیت' نبوت اور رسالت میں سراسر جھوٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات میرے ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق بحیثیت خلیفہ کے امت محمدیہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور ان کے نزول سے قبل مسلمانوں کے خلیفہ ہونگے' اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت ومہدویت میں بالکل جھوٹا تھا اور اس کے یہ دونوں دعوے باطل ہیں۔ مولانا نذیر احمد تونسوی نے کہا کہ قادیانیت درحقیقت یہودیت کا چربہ ہے۔ قادیانی زن' زر' زمین کا لالچ دے کر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انہیں قادیانیت قبول کرنے کا لالچ دے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کوئی مسلمان قادیانی نہیں بن رہا بلکہ اس کے برعکس آئے دن قادیانی قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر رہے ہیں' جو اسلام کی حقانیت کی ایک روشن دلیل ہے۔ ۱۱/ ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا بھر میں ہزاروں افراد نے اسلام قبول کیا ہے اور اسلام بلاشبہ اس وقت یورپ اور امریکا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ قادیانیت کے خلاف پرامن جدوجہد آخری قادیانی کے مسلمان ہونے تک جاری رہے گی۔ اس موقع پر مفتی محمد جمیل خان' میمن خدمت فورم کے چیئرمین حاجی مسعود پارکھ' اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کے صدر قاری بلال احمد ربانی' منظور احمد میوراجپوت ایڈووکیٹ' محمد انور اطہر عظیم' خانقاہ زکریا عارفیہ ٹرسٹ کے چیئرمین مولانا نعیم امجد سلیمی بھی موجود تھے۔ دریں اثنا لدھیانوی ٹرسٹ کے سربراہ مولانا محمد طیب لدھیانوی نے نومسلم شیخ ناصر احمد کو اسلام قبول کرنے پر خصوصی طور پر مبارکباد پیش کی اور دین پر استقامت کے لئے دعا کی اور ٹرسٹ کی جانب سے ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔

مہذب معاشرہ: پورے خاندان کو قتل کر کے لاشیں جلادیں

ہانگ کانگ (نمائندہ خصوصی) تاوان کی رقم نہ ملنے پر ایک چینی شخص نے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کو بے دردی سے قتل کر کے ان کی لاشوں کو کچرے کے ڈھیر میں پھینک دیا۔ ہانگ کانگ سے شائع ہونے والے ایک اخبار کے مطابق جنوبی چین کے علاقے شین ژن میں ایک شخص نے ایک گیم پارلر (کھلونوں کی دکان) سے ایک دس سالہ لڑکے کو اغوا کیا اور اس کے والدین سے ۳لاکھ چینی ین تاوان کا مطالبہ کیا۔ تاوان کی رقم نہ ملنے پر مذکورہ شخص نے اپنے گھر میں لڑکے پر تشدد شروع کر دیا اور اس کی چیخوں کی آوازیں ٹیلی فون کے ذریعہ اس کے والدین کو سنائیں۔ لڑکے کو قتل کرنے کے بعد قاتل نے اس کی لاش کو جلا کر ایک قریبی علاقے میں کچرے کے ایک ڈھیر پر پھینک دیا۔ لڑکے کو قتل کرنے کے بعد قاتل اس کے گھر گیا اور وہاں موجود اس کے والدین اور دو بھائیوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشوں کو بھی جلا ڈالا اور جلانے کے بعد انہیں بھی پھینک دیا۔ اخبار کے مطابق چینی پولیس نے قاتل کی گرفتاری کا دعویٰ کیا ہے۔ تاہم واقعہ کی مزید تفصیلات بتانے سے انکار کیا ہے۔

۱۶ افراد پر مشتمل ہندو خاندان کا قبول اسلام

شہداد پور (نمائندہ خصوصی) تعلقہ کونسل شہداد پور کے ملازم چنی لال اور اس کی اہلیہ نے گزشتہ دنوں اپنے خاندان سمیت ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ چنی لال کا اسلامی نام محمد احسان' اس کی اہلیہ کا نام آمنہ جبکہ بیٹوں اور بیٹیوں کے نام بالترتیب محمد ارشد' محمد عدیل' ثنا اور ثمینہ رکھے گئے۔

اندرون سندھ مبلغینِ ختم نبوت کی تبلیغی سرگرمیاں

گولارچی (رپورٹ: محمد طارق صدیقی) قادیانیت کا تعاقب پوری دنیا میں ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں قیامت کی صبح تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمانوں پر موجود ہیں قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے نازل بھی جامع مسجد دمشق کے شرقی منارے پر ہوں گے اور دجال کو مقام لد کے شرقی دروازے پر قتل کریں گے دجال کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نہ مہدی ہے نہ مسیح اور نہ نبی بلکہ وہ اپنی تحریرات کے مطابق ایک شریف آدمی بھی نہیں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں امت کو آگاہ کیا تھا مرزا غلام احمد قادیانی انہی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک ہے مرزا سے قبل جتنے بھی جھوٹے مدعی نبوت آئے سب کے سب اسلامی حکومت نے قتل کر دیئے اور مرزا قادیانی اس لئے بچ گیا کہ اس نے انگریز کے کہنے پر نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لئے انگریز نے اس کی حفاظت کی لیکن علماء حق نے قدم قدم پر پوری کوشش کے ساتھ قادیانیت کا تعاقب کیا اور الحمد للہ جہاں قادیانی جاتے ہیں وہیں ان کے نظریاتی تعاقب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین پہنچ جاتے ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی قیادت میں قادیانیوں کا نظریاتی تعاقب کیا جا رہا ہے اور اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ میں بھی قادیانیوں کا تعاقب پوری تندہی سے کر رہی ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر سکھر میں مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد میں مولانا خان محمد جاکھرانی تھرپارکر میں مولانا نذیر احمد تو نسوی کراچی میں مولانا محمد علی صدیقی ضلع بدین اور

HB®
TRUSTABLE MARK
Hameed® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس، نزد جلال دین، شاہراہ عراق، صدر کراچی

ضلع میرپورخاص میں مجلس کی طرف سے مصروف عمل ہیں۔ اسی نظریاتی تعاقب کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ اندرون سندھ ضلع بدین اور ضلع میرپورخاص کا دورہ کیا جو۲۰/ ذیقعدہ تا ۲۷/ ذیقعدہ تک جاری رہا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۰ ذیقعدہ کی صبح زکریا ایکسپریس سے حیدرآباد پہنچے مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا محمد نذر رحمانی نے انہیں خوش آمدید کہا' اس کے بعد مولانا شجاع آبادی مولانا محمد علی صدیقی کے ہمراہ کنری تشریف لے گئے' جامع مسجد بخاری میں جمعہ کا خطاب کیا' مولانا محمد علی صدیقی نے جمعہ کا خطاب مکہ مسجد میں کیا' جمعہ کے بعد سوال و جوابات کی نشست ہوئی' اس کے بعد ماسٹر عبدالواحد' ماسٹر عبدالرشید' مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا امان اللہ' محمد سہیل' اور دیگر جماعتی دوستوں سے تفصیلی ملاقات ہوئی' عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد فاروقیہ میں بیان ہوا اور محترم محمد حنیف صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے امیر جناب بشیر احمد قلندر سے تفصیلی ملاقات ہوئی' بعد نماز مغرب مجلس عمل سندھ کے رہنما ممبر قومی اسمبلی جناب اسداللہ بھٹو سے ملاقات ہوئی جو کنری تشریف لائے ہوئے تھے' رات کو بعد نماز عشاء نبی سرروڈ کی جامع مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ مولانا خان محمد جمالی اور مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا اس موقع پر ایک بہت پرانا قادیانی بشیر احمد بٹ خاندان سمیت مسلمان ہوا۔ ۲۱/ ذیقعدہ بعد نماز عصر نوکوٹ کی جامع مسجد صدیقیہ میں پروگرام ہوا جس کا اہتمام مولانا عبدالستار صاحب ارائیں نے کیا تھا۔ رات کو بعد نماز عشاء مدنی مسجد جھڈو میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد علی صدیقی کے خطابات ہوئے۔ ۲۲/ ذیقعدہ کو ان علمائے کرام نے جناب محمد اکرم صاحب کے فرزند کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی اور رات کو مدینہ مسجد میں جلسہ سے خطاب کیا۔ ۲۳/ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر مدرسہ اسلامیہ قاسمیہ ماتلی میں مولانا محمد عباس تحری کی دعوت پر طلباً سے مسئلہ ختم نبوت' ظہور امام مہدی' حیات مسیح اور کذبات مرزا کے موضوعات پر عصر تک بیان ہوا۔ بعد نماز عصر ختم نبوت لائبریری میں جناب اعجاز احمد سنگھانوی دعوت پر سوال و جوابات کی نشست ہوئی۔ بعد نماز عشاء مکی مسجد کشمیری محلّہ میں جلسہ سے خطاب کیا اور مولانا محمد ابراہیم صدیقی' مولانا گل حسن' مولانا نور محمد عباس غوری' مولانا محمد اشفاق ارائیں سے ملاقات کی۔ ۲۴/ ذیقعدہ کو مولانا حافظ محمد زبیر میمن کی دعوت پر ٹنڈو غلام علی کے مدرسہ تعلیم القرآن میں بعد نماز ظہر طلباً سے مسئلہ ختم نبوت پر خطاب اور بعد نماز عشاء مدرسہ کی مسجد میں ایک جلسہ سے خطاب کیا۔ ۲۵/ ذیقعدہ کو مدرسہ دارالسلام لال چند باغ میں ڈاکٹر محمد اقبال میمن کی دعوت پر طالبات اور خواتین سے گیارہ بجے سے پونے ایک بجے تک مسئلہ ختم نبوت' حیات مسیح اور کذبات مرزا کے موضوعات پر خطاب کیا' مغرب کی نماز جامع مسجد صفریٰ میں ادا کی اور بعد نماز مغرب قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہونے والے محمد جاوید سے ملاقات کی' رات کو مسجد پھالکھر آباد میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا' کانفرنس کے مقررین میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد علی صدیقی کے علاوہ مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا منیر احمد طارق' قاری محمد امتیاز شامل تھے۔ ۲۶/ ذیقعدہ مولانا محمد علی صدیقی نے مسجد نبی رحمت میں فجر کی نماز کے بعد درس قرآن دیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دفتر ختم نبوت مدینہ مسجد شاہی بازار میں قادیانیت سے تائب ہونے والے محمد جاوید' نورالحق کو بروز جمعہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں ''ازالہ اوہام' کشتی نوح' ایک غلطی کا ازالہ'' کے حوالہ جات دکھائے اور ترجمان السنہ سے امام مہدی اور نزول مسیح کی احادیث کے حوالہ جات دکھائے' اس موقع پر مولانا محمد علی صدیقی بھی موجود تھے۔ دس بجے سے گیارہ بجے تک مدرسہ عثمانیہ حمیدہ پورہ کالونی میں مولانا محمد حنیف کی دعوت پر طالبات اور خواتین میں مسئلہ ختم نبوت پر عمومی بیان ہوا۔ ساڑھے گیارہ سے پونے ایک بجے تک مدرسہ قاسم العلوم میرپورخاص میں طالبات میں مسئلہ ختم نبوت' حیات مسیح' ظہور امام مہدی' کذبات مرزا' آمد دجال کے موضوعات پر تفصیلی بیان ہوا' اس پروگرام میں مولانا محمد علی صدیقی کے علاوہ مولانا محمد عبداللہ اور مولانا مفتی عبیداللہ انور بھی شریک ہوئے۔ بعد نماز عشاء مسجد بسم اللہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک تربیتی نشست ہوئی جس کا اہتمام حافظ محمد یامین' محترم عطاء اللہ ارائیں' حافظ محمد عمران معاویہ نے کیا تھا۔ ۲۷/ ذیقعدہ کا جمعۃ المبارک حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مدینہ مسجد شاہی بازار میں حضرت مولانا فیض اللہ صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسجد میں پڑھایا جبکہ مولانا محمد علی صدیقی نے بسم اللہ مسجد حمید پورہ کالونی میں جمعہ پڑھایا۔

الحمدللہ! اس دورے کے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے' ایک تو میرپورخاص میں ایک قادیانی جو ان کے مبلغ کی حیثیت رکھتا تھا' مولانا محمد علی صدیقی کی محنت سے بیس سال بعد مسلمان ہوا' اس کا نام محمد جاوید ہے' درزی کا کام کرتا ہے' اور دوسرا نبی سرروڈ

میں بشیر احمد بٹ پورے گھرانے سمیت قادیانیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوا۔ الحمد للہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام اسی طرح جاری و ساری رہے گا اور اکابرین ختم نبوت کی قربانیوں اور موجودہ امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی دعاؤں سے پوری دنیا میں عمومی طور پر اور اندرون سندھ خصوصی طور پر قادیانیت بالکل ناکام ہوجائے گی۔ (انشاء اللہ العزیز)

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگادیں گے: مولانا قاضی حمید اللہ خان

لاہور (پ ر) گوجرانوالہ سے متحدہ مجلس عمل کے منتخب ممبر قومی اسمبلی مولانا قاضی حمید اللہ خان نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگادیں گے اور کسی بڑی سے بڑی لادین حکومت کو قادیانیت نوازی نہیں کرنے دیں گے۔ وہ یہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل تحریک ختم نبوت کا حصہ ہے۔ تحریک ختم نبوت کل اور مجلس عمل جزو ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت مزاج نبوت کے عین مطابق ہے اور یہ عقیدہ بنیاد ہے اگر بنیاد ہل گئی تو دین کی ساری عمارت ہل جائے گی۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے لئے ہراول دستہ کا کردار ادا کرے گی۔ صاحبزادہ رشید احمد نے سپاس نامہ پیش کیا جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خیر مقدمی کلمات ادا کئے اور توقع کا اظہار کیا کہ متحدہ

باقی صفحہ 15 پر

سپاسنامہ

سپاس عقیدت بخدمت استاذ العلماً مولانا قاضی حمید اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

ہماری خوش نصیبی ہے کہ آج ہم میں استاذ العلماً مولانا قاضی حمید اللہ خان ایم این اے گوجرانوالہ موجود ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسے بڑے بڑے سرمایہ داروں اور گھاگ سیاسی لیڈروں کے مقابلہ میں کامیاب فرمایا، جو سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئے اور جو ہر الیکشن میں کامیابی اپنا پیدائشی حق سمجھتے رہے ہیں۔ اللہ پاک نے علماً کرام کو کسمپرسی کے باوجود کامیابی نصیب فرما کر ان کے کندھوں پر زبردست بوجھ رکھ دیا ہے۔

۱: متحدہ مجلس عمل کی کامیابی کی بڑی وجہ تمام مکاتب فکر کا اتحاد و اتفاق ہے، اللہ پاک اسے دوام و استقرار نصیب فرمائے۔

۲: دوسری بڑی وجہ اسلام کے عادلانہ و منصفانہ نظام کے نفاذ کا وعدہ ہے، قوم لوٹوں اور لیڈروں کو آزما کر تھک چکی ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نادر موقع ہے کہ اگر سرحد و بلوچستان میں اسلام کے نظام عدل و انصاف کو نافذ کر دیا گیا اور لوگوں کو ان کی دہلیز پر انصاف مہیا کیا گیا اور غربت و پسماندگی ختم کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کی گئی تو سرحد و بلوچستان کی طرح پنجاب اور سندھ میں بھی کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

۳: تیسری وجہ ملک سے فرقہ واریت کی لعنت کے خاتمہ کی طرف پیش رفت ہے، اگر فرقہ واریت کا عفریت ختم کر دیا گیا تو اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

۴: قائدین محترم! ان حالات میں قوم کو آپ سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں کہ آپ اسمبلی میں نفاذ اسلام کے ساتھ ساتھ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون اور عقیدۂ ختم نبوت، ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کے لئے اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔

نیز ہم اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بجا طور پر آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت کو جب بھی آپ کی ضرورت ہوگی تو آپ سرپرستی فرمائیں گے۔ نیز ہم خدام ختم نبوت آپ سے وہی درخواست کرتے ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ناظم اعلیٰ اور بعد ازاں امیر مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ سے کی تھی کہ آپ اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کو اولین حیثیت دیں گے۔ (حضرت مفتی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا تن، من، دھن تک قربان کر دوں گا)۔ آخر میں ہم اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دل سے آپ کی تشریف آوری پر آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر خدام ختم نبوت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کامیابی و کامرانی کو ملک و ملت کے حق میں مفید فرمائے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

لب پر درود، دل میں خیال رسولؐ ہے
اب میں ہوں اور کیفِ وصالِ رسولؐ ہے

دائم بہار گلشنِ آلِ رسولؐ ہے
سینچا گیا لہو سے نہالِ رسولؐ ہے

بوبکرؓ ہوں، عمرؓ ہوں، وہ عثمانؓ ہوں یا علیؓ
چاروں سے آشکارا کمالِ رسولؐ ہے

حسنِ حسنؓ کو دیکھ، حسینِ حسینؓ کو دیکھ
دونوں میں جلوہ ریز جمالِ رسولؐ ہے

اسلام نے غلام کو بخشی ہیں عظمتیں
سردارِ مومنین، بلالؓ رسولؐ ہے

ہاں نقشِ پائے ختمِ رسل میرا تخت ہے
اور سر کا تاج خاکِ نعالِ رسولؐ ہے

کیا چیز جامِ جم ہے نفیس اس کے سامنے
جس کو نصیب جامِ سفالِ رسولؐ ہے

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخر ﷺ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے ــ بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے